

الشیعۃ الکاظمیہ

گوجرانوالہ

الشیعۃ الکاظمیہ
ترجمان
گوجرانوالہ

۱۳ / ۱۳

۲۰ جولائی ۲۰۰۰

جلد ۱۱

فهرست مضمون

۲

کلمہ حق

۳

خاندانی منصوبہ بندی کی اخلاقی تباہ کاریاں عبد الرشید ارشد

۵

بیجنگ پس فائیو کانفرنس پروفیسر ثریا بتول علوی

۱۱

گلوبالائزیشن اور لوکالائزیشن کے پس پردہ عزائم ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری

۱۸

اقوام متحده کے مقاصد اور چارڑ مولانا سعی داد خوتی

۲۰

عالیٰ منظر

۲۵

تعارف کتب رئیس التحریر

زیر مجموعہ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفت
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

ربنسی انصر بر

ابو عمر زید الرشیدی

مدبر

حافظ محمد عمار خان ناصر

مدبر مستغفی

عامر خان راشدی

زمر مبادل

سالانہ ایک سو روپے

فی پرچہ پانچ روپے

بیرونی ممالک سے

وس امریکی ڈا رسالان

خط و کلامت کے لیے

مرکزی جامع مسجد

پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ

نوون و نیکس

0431-219653

ای میل

alsharia@hotmail.com

ویب اینڈ لس

<http://www.ummah.net/al-sharia>

زخما اشتہارات

آخری صفحہ دو ہزار روپے

اندوہی صفحہ ہائیٹل پندرہ سو روپے

انسلی صفحہ عام بارہ سو روپے

انسانی حقوق اور اسوہ نبوی

قامری ہے۔

جناب سرور کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ میں بے شمار واقعات ہیں جن میں آنحضرت ﷺ نے انسانوں بلکہ جانوروں تک کے حقوق کی وضاحت کی ہے۔ ان کی ادائیگی کی تحقیق کی ہے اور اپنے حقوق کی پاسداری کے جذبے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ آج کی مجلس میں انسی میں سے پند واقعات پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔

ابو داؤد شریف کی روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ منہ مسروہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک کنور اور لاغر سماں اوت کھرا تھا، رسول اکرم ﷺ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ اپنی زبان میں کچھ شکایت کرنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا کہ اس اوت کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوہوان نے آگے بڑھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! یہ اوت سیرا ہے، اس پر نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس جاندار کے حقوق میں کوئی نہ کرو۔ پھر فرمایا کہ اس اوت نے تمہارے پارے میں دو شکایتیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ تم اس سے کام اس کی ہمت سے زیادہ لیتے ہو اور دوسری یہ کہ اس کی ضرورت کے مطابق خواراک نہیں دیتے۔ یہ اس کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس پر ہمت سے زیادہ بوجھتے ڈالو اور ضرورت کے مطابق خواراک میا کیا کرو۔

اس سے اندازہ کر لیجئے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف انسانوں کے بلکہ جانوروں کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں اور ان میں کوئی کو ظلم قرار دیا ہے۔

ابو داؤد شریف ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز پیدل کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے، ایک محلی نے ہو گدھے پر سوار تھے دیکھا تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آگر آپ سے درخواست کی کہ اس کے ساتھ گدھے پر سوار ہو جائیں۔ یہ کہ کرو، وہ محلی گدھے پر اپنی جگہ سے پیچے ہٹے اس کے آگے بیٹھنے سے احراز فرمایا کہ صاحب النابتہ احق بصدرها "جانور کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔" اس محلی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں بخوبی اپنے اس حق سے دست بردار ہوتا ہوں تو اس کے بعد جناب نبی اکرم ﷺ گدھے پر اس کے آگے بیٹھے گئے۔ یہ پات بظاہر ایک عام اور معمولی لگتی ہے لیکن اس میں جناب نبی اکرم ﷺ کی یہ سنت اور تعلیم موجود ہے کہ باہمی حقوق کا احراز کس قدر ضروری ہے اور حقوق کے بارے میں بڑے چھوٹے کی کوئی ترجیح نہیں ہے۔

۳۔ جولائی ۱۹۰۰ کو ۱۱ بجے دن ڈسٹرکٹ کونسل ہال گوجرانوالہ میں مجلس اوقاف ہنگاب کے زیر انتظام سلالات ڈوڈھ علیہ سیرت کا فرنیس منعقد ہوئی جس کی صدارت ملکہ اوقاف کے زرع ایڈمشپرینے کی جگہ کشہ گوجرانوالہ ڈوڈھن جناب خوشود اختر لاشتاری مہمان خصوصی تھے۔ کافرنیس سے مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کے علاوہ مدیر "الشريعة" مولانا زاہد الرashedی نے بھی خطاب کیا۔ ان کے خطاب کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

بعد الحمد والسلام! سب سے پہلے ملکہ اوقاف ہنگاب کا شکر گزار ہوں کہ جناب رسالت ماب ﷺ کی سیرت طیبہ اور حیات مبارک کے حوالہ سے منعقد ہئے والی اس تقریب میں شرکت اور آپ حضرات سے گفتگو کا موقع فراہم کیا۔

سیرت نبی ﷺ پر گفتگو کرنے والا اپنی بات شروع کرنے سے پہلے اس دلیل میں جلا ہو جاتا ہے کہ اس وسیع و عربیں چینستان کے سدا بیمار بچلوں میں سے کس کا انتساب کرے اور کسے چھوڑے کیونکہ اس باغ کے ہر پھول کی خوبصورتی ہے اور کسی ایک کو چھوڑ کر آگے نکل جانے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسی لکھش میں میں نے آج کے دور میں دنیا میں زیر بحث آئے والے سب سے بڑے موضوع کے حوالہ سے سیرت طیبہ کے صرف ایک پبلو پر کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا ہے اور وہ ہے انسانی حقوق کا موضوع ہے آج کا سب سے اہم عنوان ہے اور دنیا بھر میں اس پر گفتگو اور بحث و مباحثہ کا سلسلہ باری ہے۔

یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی صاف اور شفاف سیرت مبارک کو ہم نہ آج کی دنیا کے ساتھ تحریر و تقریب کی صورت میں صحیح طور پر پیش کر رہے ہیں اور نہ یہ ہماری عملی زندگی میں اس کی کوئی جملک پائی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ خود ہمارا مسلمانوں کا وجود اسلامی تقدیمات اور جناب نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ تک نسل انسانی کی رسائل میں روکاوت اور تجاذب بن کر رہ گیا ہے۔

بہر حال آج کی دنیا کا سب سے اہم موضوع "انسانی حقوق" ہے اور مغرب آج نسل انسانی کو یہ بادر کرنے میں مصروف ہے کہ اس نے انسانوں کو حقوق کا شعور تباہ اور ان کے حقوق کا تعین کیا ہے لیکن تاریخ کے میزان پر یہ بات درست ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے عنوان سے حقوق کا جو تعارف اور قصیلات قرآن میں چودہ سو برس پہلے ساتھ آپؐ ہیں آج کا کوئی نظام خدا اور اس کے بندوں کے درمیان اور پھر خود انسانوں کے تپس میں حقوق کے بارے میں! اس طرح کا باعث تصور اور نظام پیش کرنے سے

لوگوں سے کہتے تھے کہ خدا کے لیے کوئی بریرہ کو اس فیصلہ پر نظر ہانی کے لیے آمادہ کر دے حتیٰ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک محلہ کے سامنے اس تجربہ کا انعام کیا کہ اس کی محبت دیکھو کہ وہ گلیوں میں آنسو باتا پھر رہا ہے اور اس کی نفرت دیکھو کہ وہ اس کا نام سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر خود جناب نبی اکرم ﷺ نے بریرہ سے مغیث^۱ کی سفارش کرنے کا فیصلہ کیا اور اسے بلا کر اس خواہش کا انعام فرمایا۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی زیان مبارک سے اپنے فیصلہ پر نظر ہانی کی خواہش سن کر بریرہ نے ایک سوال کیا کہ یا رسول اللہ ! کیا یہ حکم ہے یا محض سفارش؟ یہ سوال پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مومن تھی اور صحابی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر حکم ہوا تو اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمادیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی بات کا حکم دے دیں تو پھر کسی مومن مرد یا عورت کا یہ حق بالیٰ نہیں رہ جاتا کہ وہ اس کے بعد اپنا اختیار استعمال کریں۔ اس لیے بریرہ نے اس کیوضاحت چاہی اور جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم نہیں بلکہ صرف سفارش ہے تو اس نے فوراً کہہ دیا کہ ”مجھے اس کی (مغیث)^۲ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

آپ غور فرمائیے کہ سفارش کرنے والے کون ہیں؟ کائنات میں اس سے بڑی اور کوئی سفارش نہیں ہو سکتی لیکن اپنے حق پر اڑتے ہوئے اس سفارش کو قبول نہ کرنے والی کون ہے؟ ایک عام خاتون ہو چند روز پہلے تک کسی کی لوہنگی تھی اور اب خود جناب نبی اکرم ﷺ کی زوج محترمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ^۳ کی خادمہ ہے۔ لیکن کیا مجال کہ اس کے اس فیصلے پر نبی اکرم ﷺ کی پیشان پر کوئی مل آیا ہو یا آپ نے اس کے بعد اسے کبھی جتنا یا بھی ہو حالانکہ وہ بطور خادمہ اکثر حضرت عائشہ^۴ کے پاس ہی رہتی تھی۔

آج ہمارا کوئی ماتحت ہماری سفارش روک کر کے دیکھے کہ پھر اس کے ساتھ ہمارا کیا معاملہ ہوتا ہے۔ لیکن جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کے بعد کبھی اس کا ذکر تک نہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صرف حق کا تعین کیا ہے، ان کیوضاحت کی ہے اور ان کی ادائیگی کی تلقین کی ہے بلکہ اپنے حق کے لیے اڑ جانے والے کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے اور کسی کو اس کی راہ میں حائل ہونے کی اجازت نہیں دی۔

حضرات محترم! یہ چند واقعات میں نے انسانی حقوق کے حوالہ سے جناب نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اسوہ حسن کی طرف توجہ دلانے کے لئے عرض کیے ہیں اور آخر میں پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ یہ آج کی دنیا کی ضرورت ہے اور ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات اور جناب نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسن کو دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہم مجیدگی کے ساتھ محنت کریں کیونکہ آج نسل انسانی کو جو مشکلات اور مسائل درپیش ہیں ان کا حل یا میں ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے تشریف فرمائے اور آپ کے دائیں جانب حضرت عبد اللہ بن عباس^۵ بیٹھے تھے اور دائیں جانب حضرت خالد بن ولید^۶ تھے۔ یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی حقیقی خالہ تھیں اس لیے دونوں حضور نبی اکرم ﷺ کے بھائی بھی لگتے تھے۔ اس مجلس میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا جو آپ نے نوش فرمایا جس کا کچھ حصہ بچ گیا تو وہ دائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت عبد اللہ بن ولید^۷ کو دننا چاہا گریہ حق دائیں جانب والے کا تحا جو حضرت عبد اللہ بن عباس^۸ تھے جو اگرچہ چھوٹے بچے تھے اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عبد اللہ بن عباس^۹ کی عمر صرف تینوں برس تھی لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے ان سے اجازت مانگی اور پوچھا کہ تم اجازت دو تو یہ بچا ہوا پالی دائیں جانب والے کو دے دوں؟ مگر حضرت عبد اللہ بن عباس^{۱۰} نے یہ کہہ کر اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ ”میں آپ کے تبرک کے بارے میں خود پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔“ یہ جواب سن کر نبی اکرم ﷺ نے پیالہ انہی کو دیا لیکن روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نہ فی پیدی ”پیالہ زور سے ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔“ جس کے بارے میں شارحین کہتے ہیں کہ اس انداز میں ناگواری کا پسلو جھلکتا تھا۔ اس واقعہ پر غور کر کے متوجه اخذ کیجھے کہ نبی اکرم ﷺ کا اپنانی بھی دائیں جانب پیالہ دینے کو چاہتا تھا لیکن جس کا حق تھا اس سے اجازت مانگنا ضروری سمجھا کر اجازت نہ دینے پر اگرچہ ناگواری بھی ہوئی مگر پیالہ دیا اسی کو جس کا حق تھا خواہ وہ چھوٹا پچھہ ہی تھا۔ اس سے زیادہ دوسرے کے حق کے احراام اور اپنے حق کے لیے اڑ جانے کے جذبہ کی حوصلہ افزائی کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

یہ واقعہ بھی بخاری شریف میں مذکور ہے اور اس کی تفصیلات حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لوہنگی خرید کر آزاد کر دی جس کا نام ”بریرہ“ تھا۔ وہ لوہنگی ہونے کی حالت میں ”مغیث“ ہائی ایک نوجوان کے نکاح میں تھی۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر لوہنگی کا اس کے مالک نے کسی سے نکاح کر دیا ہو اور اس کے بعد کسی مرحلہ پر وہ لوہنگی آزاد ہو جائے تو اسے یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ نہ رہتا چاہے تو اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔ بریرہ کو یہ مسئلہ معلوم تھا اس لیے اس نے اپنا یہ حق استعمال کرتے ہوئے مغیث سے علیحدگی اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مغیث کو پہنچا تو بت پریشان ہوئے کہ اچھا خاصاً گھر اجر رہا ہے۔ اس نے مختلف طریقوں سے بریرہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ فیصلے پر نظر ہانی کر لے۔ مگر بریرہ نے کوئی بات سننے سے انکار کر دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جناب مغیث^{۱۱} کی پریشان اس حالت تک پہنچ گئی کہ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں دیوانہ وار آنسو بھاتے پھرتے تھے اور

خاندانی منصوبہ بندی کی اخلاقی تباہ کاریاں

مناخ میں ہر اس نقصان سے کمیں زیادہ ہو گی جو "بے حد و حساب پچے پیدا کرنے" سے رونما ہو سکتی ہے۔

(Dr. Faster) (حوالہ اسلام اور خلیط ولادت۔)

خاندانی منصوبہ بندی کے طور طریقوں نے دراصل ملک میں زنا کے محفوظ لائنس جاری کیے ہیں مگر اس کے باوجود کوڑے کرکٹ کے ڈبیوں پر اور گندے نالوں سے "پھول" برآمد ہونے کی خبریں روز مرہ کا معمول ہیں۔ ان کے (مانع حمل ذرائع) سبب لذت پرستی بڑھ گئی ہے بلکہ یہ دبایک طرح چہار سو پھیلتی نظر آتی ہے۔ بچوں کے درمیان جس غیر فطری (کیونکہ فطری و قدرت کا طے کردہ ہے) وقوع پر زور دے کر "خوشحال اور صحت مند گھرانے کی خوشخبری" اکثر دی جاتی ہے اس پر ان کے اپنے طبی ماہرین کی رائے کیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیجئے۔ یہ لوگ عمرانیات اور نفیات کے شعبے میں برسا بر سر تجوہ کی بنا پر یہ رائے رکھتے ہیں "قریب العرب بچوں (بین بھائیوں) کی کمی سنبھال اور پیروں کے پچے کو مشکلات میں جلا کر دیتی ہے اور وہ چیختے چلانے یا تحریکی نوعیت کے کام کرنے میں لگ جاتے ہیں۔"

The Middle Clas Child and Neurosis

Arnold W. Green

اگر بچوں کا درمیان عمر کا بہت فرق ہو تو پورے پچے میں قریب الع ساقی نہ ہونے کی وجہ سے ذہنی خلل تک واقع ہو جاتا ہے، بلکہ بعض ماہرین اس پر بھی متفق ہیں کہ پچے کا ذہنی ارتقاء رک جاتا ہے۔

Maternal Over-Protection - Dr. David M. Lavy

انحصار کے نکتے نظر سے ہم نہ کوہہ چار آراء پر اتفاق کرتے ہیں اور یہ آراء بھی مغربی آقاوں کی ہیں کہ ہمارے نزدیک یا علوم "یق" ہے ان کا فریبا ہوا" معتبر ثہرا تھا۔ ورنہ کیا یہ امر واقع نہیں ہے، جسے خود ہمارا قلب قبول کرتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کا تعارف جوں جوں بڑھ رہا ہے توں توں ہماری سماں، معاشرتی اور اخلاقی اقدار دم توڑتی جا رہی ہیں۔ یہ جست اقدار کا معیاری سریا یہ رکھتے والی ملت مسلمہ اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہی نہیں ہر طرح کی اقدار سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

خاندانی منصوبہ بندی اور ملکی دفاع

خاندانی منصوبہ بندی کے دائی "کم پچے خوشحال گھرانہ" کی ملا جائے

ہاضی اس بات پر گواہ ہے کہ آج سے نصف صدی قبل تک لڑکے لڑکیوں میں "پچھے ہو جانے" کا غوف اپنیں اخلاقی بنے راہ روی سے بہت دور رکھتا تھا۔ برالی کی آئیں میں تک سے بھی کم شرح اگر تھی بھی تو انتہائی زیر زمین تھی۔ مگر بعد تر بیجے جوں جوں قوم کے قدم "ترقی" کی طرف بڑھتے گئے، قوم مغربی آقاوں کے فیض سے فیض یا بہت گئی اور تعلیم و صحت کے لیے نہیں بلکہ تعلیم و صحت بذریعہ خاندانی منصوبہ بندی کی چھت چھاڑ اہماد کا ہیں برسا شروع ہوا۔ اسی مدرج کے ساتھ قوم اخلاقی زوال کے استے کی رائی بنتی چلی گئی اور آج پسلے "پچھے ہونہ جائے" کو اس خاندانی منصوبہ بندی نے "پچھے نہ ہو گا" کے لیقین میں بدل دیا۔ اس تبدیلی سے جو پچھے ہوا اور جو پچھے ہو رہا ہے اس پر قوی اخبارات سے بڑھ کر کس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے "محفوظ طریقوں" نے قوم کے نوجوانوں میں بے راہ روی کو محلوں، گلی کوچوں تک پھیلایا اور یوں ملک میں اخلاقی بے راہ روی کا سیلاب آیا۔ جس کے افراط پر انفرادی حیثیت میں اور معاشرہ پر اجتماعی حیثیت سے بدترین مناخ مرتب ہوئے۔ اس پر گواہی درکار ہو تو ہبتاں سے ہٹ کر پھوٹے ذاتی کلینکوں اور دائیوں کے خصوصی کیسوں کا مختلط سروے کر لیجئے اس جھیلک تصویر کا شاید آپ نے کبھی تصور نہ کیا ہو گا۔ اسی پسلو سے ذرا ماہرین کی آراء پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے تاکہ آپ نہ کوہہ سطور کو ملاں کی وقیانویت کہہ کر رد نہ کریں۔ فطری بات ہے کہ جب "پچھے نہ ہونے" کا لیقین ہو تو لذتیت کی جملت ہے قابو ہونے لگتی ہے۔ خصوصاً جب چاروں طرف بے ہودہ فیض لزیج پر اور اُن وی چیزوں مصروف عمل ہوں

"مانع حمل ذرائع کا علم" ہو سکتا ہے کہ شرح مناکحت کو بڑھا دے لیکن اس کے ساتھ ساتھ (یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ) یہ ہبون نکاح جنسی تعلق کے موقع کو بھی عام کر رہتا ہے جن کا عام چلن خود ہمارے اپنے زمانے میں شادی کے تکمیل و تاریک مستقبل کا ایک اور مظہر سمجھا جاتا ہے۔

Dr. Westermark "Future of Marriage in the West"

سروکھ زوجیت کا رخ اگر کلیت "لفسلی خواہشات کی بندگی کی طرف پھر جائے تو اس کو قابو میں رکھنے کے لیے کوئی (اخلاقی) قوت ضابط نہ رہے تو اس سے بوجات پیدا ہو گی وہ اپنی نجاست و دنیافت اور زہریلے

بیجنگ پس فائیو کانفرنس

Women 2000, Gender equality, development and place in the 21st century.

اس کانفرنس میں اقوام متحده کے ممبر ممالک جہاں سرکاری نئور پر شامل ہوتے وہیں این جی او ز کے کیفر تعداد میں وفود بھی شامل ہوتے۔ اکرچہ بیجنگ کانفرنس کے شرکاء اور مندوہین کی تعداد اس کانفرنس کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ مگر یہ کانفرنس بہت زیادہ اہمیت کی حامل اس لحاظ سے تھی کہ اس میں بیجنگ کانفرنس کے دوران میں کے بارہ نکالی ایجندوں کی توثیق اقوام متحده کی طرف سے ہو کر اسے تمام ممبر ممالک پر "خلاصہ" کرنے کا پروگرام تھا۔ اور اس کی خلاف ورزی پر اقوام عالم "بھروسہ" کے خلاف ایکشن لینے کی مجاز قرار دی تھی تھیں۔

کانفرنس کے درپرداز مضمونات

- امریکہ اپنے نیو ولڈ کو محکم کرنے کی غرض سے اپنے مکمل حریف اسلام کے کوادر کو ختم کرنا چاہتا ہے۔
- اپنی عالمی نیشنل کمپنیوں کو مضبوط بنانے اور اس کے اعتماد دینے کے لیے مغرب کو ہر جگہ سنتی لیبر اور خام مل چاہیے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جسی آزادی والا معاشرہ پیدا کر کے مرد و عورت کی تیزی کے بغیر ان کو ہر جگہ کم داموں پر لیبر، سو فیصد مزدور اور تربیت یافتہ افرادی قوت پر جگہ سر آجائے۔ ساتھ ہی مراحت کرنے والی دینی قوت بھی غیر موثر ہو کر رہ جائے۔

اس کانفرنس کے لیے تیاریاں

بیجنگ پس فائیو کانفرنس نیویارک کی تیاریاں تو بیجنگ کانفرنس کے "فوراً" بعد ہی سے شروع ہو گئی تھیں۔ مگر یہ ۱۹۹۹ء اور ۲۰۰۰ء میں پورے عروج کو پہنچ گئی تھیں۔ اس کے لیے دنیا کے مختلف علاقوں میں وقاۃ "فوت" علاقائی کانفرنس متعقد ہوتی رہیں۔ ان میں پہلے تیاری کانفرنس Prep-Com تو ۱۵ مارچ سے ۱۹ مارچ ۱۹۹۹ء میں نیویارک ہی میں متعقد ہوئی۔ پھر نیویارک میں ایک اور کانفرنس ۷ فروری سے ۱۳ مارچ تک دوبارہ متعقد ہوئی۔ اس کے علاوہ "کھشندو، بنکاک" و دیگر مقامات پر بھی علاقائی کانفرنس متعقد ہوتی رہی تھیں۔ (اصل کام ان کانفرنسوں میں انجام دا جا چکا ہے۔)

اس کانفرنس میں خصوصی ایجندا یہ تھا: خاتون خانہ کی گھریلو ذمہ

۵ آگسٹ جولائی نیویارک میں اقوام متحده کے نمائندوں کے ذریعے یہودیوں کا ایک خوفناک شیطانی منصوبہ پیش کیا گیا۔ جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے ہم خیال شیطانی دلاغ مل کر بیٹھتے اور خواتین ۲۰۰۰ء ایکسوں صدی میں صنعتی مساوات، امن اور ترقی کے نام پر چند فیصلے کیے گئے جن کو یہ این او کے پیٹ فارم کے ذریعے ممبر ممالک میں تائزہ کیا جاتا تھا۔ اس طرح یہ خواتین کے سلسلے میں گویا پانچیں عالمی کانفرنس تھیں۔

خواتین کے بارے میں عالمی کانفرنسیں
اس سے قبل حقوق نسوان کے نام پر خواتین کی چار عالمی کانفرنسیں متعقد ہو چکی ہیں۔

پہلی میں الاقوای کانفرنس ۱۹۷۵ء میں کیکیو میں
دوسری میں الاقوای کانفرنس ۱۹۸۰ء میں کوپن ہیکن میں
تیسرا میں الاقوای کانفرنس ۱۹۸۵ء میں نیوی میں

چوتھی عالمی کانفرنس ۱۹۹۵ء میں بیجنگ میں
بیجنگ کانفرنس میں خواتین کی ترقی اور صنعتی مساوات کے سلسلے میں
ایک بارہ نکالی ایجندا ملے کیا گیا تھا۔ یہ نکالت درج ذیل ہیں۔
۱۔ غربت۔ ۲۔ تعلیم۔ ۳۔ حفاظان صحت۔ ۴۔ عورتوں پر تشدد۔ ۵۔ مسلح
تصالدم۔ ۶۔ معافی عدم مساوات ہے۔ مختلف اداروں میں مرد و عورت کی
نمائندگی کا تناسب ۳۳ فیصد تک۔ ۷۔ عورت کے انسانی حقوق۔ ۸۔ موافقانی
نظام خصوصاً "ذرائع ابلاغ"۔ ۹۔ ماحول اور تدریقی وسائل۔ ۱۰۔ چھوٹی بھی ۱۱۔
اختیارات اور فیصلہ سازی۔ اس طرح سادہ الغاظ میں ان کانفرنسوں کا اصل
مقصد ان کے خیال میں ایسا عالمی نظام متعارف کروانا تھا جس میں عورتوں کو
مساوی حقوق حاصل ہوں۔

خواتین کی پانچیں عالمی کانفرنس جولائی ۲۰۰۰ء

بیجنگ میں ملے کرہ بارہ نکالی ایجندا رکن ممالک کو عمل درآمد کے
لیے دے گیا تھا۔ چنانچہ اس ایجندے پر کمال تک عمل ہو سکا۔ اسی کا جائزہ
لینے کے لیے اب ۵ جولائی سے ۹ جولائی تک بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال
بعد یہ نیویارک والی کانفرنس متعقد ہوئی۔ اس لیے اس کا نام بیجنگ + ۵ قرار
دیا گیا کہ یہ بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ہو رہی تھی۔ اس کانفرنس کا
اصل عنوان تھا

۲۰۰۰ء کی خواتین اور ایکسوں صدی میں صنعتی مساوات، امن اور ترقی

این جی اوز کے نمائندے شامل تھے۔ "خصوصاً" ایڈوکیٹ عاصم جماں گیر (جو یوں اسی ایڈوکیٹ کے نمائندہ تھا) دارالحکومت ہے اور جس کا مشن ہی پاکستان میں مغربی ایجاد کو فروغ دینا ہے) جسے لوگ یہ روپرٹ تیار کر رہے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں انہوں نے جو روپرٹ پیش کی تھی، اس میں پاکستان خواتین کے لیے بینک کانفرنس والا ایجنسیا ہی پیش کر دیا۔ اس کے بعد ان خواتین نے غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے خلاف اس زور سے دہائی دی کہ موجودہ حکومت نے ۲۰ اپریل ۱۹۷۰ء کو ہونے والی انسانی حقوق کانفرنس میں ایسے قتل کو قتل عدم محترما کر اس کی سزا موت قرار دے دی۔

علاوہ ازیں موجودہ حکومت نے بدیاہی انتخابات میں عورتوں کو ۵۰ فیصد نشستیں دینے کا اعلان کر کے اسی ایجنسے پر عمل درآمد کیا۔

سرکاری سطح پر کانفرنس کے لیے جو پاکستانی وفد نیوارک گیا، اس میں سماجی بہبود اور خواتین کی وزیر شاہین عقیق الرحمن، ڈاکٹر یا سمیں راشد، ذریں خالد، شیخ چہزادہ اور ڈاکٹر رخانہ شامل تھیں۔ وفاقی وزیر تعلیم زیدہ جلال اس سرکاری وفد کی سربراہ تھیں۔ اس کے علاوہ کئی دانشور خواتین بطور مبصر بھی شامل ہوئیں۔ عاصم جماں گیر بھی کئی این جی اوز کے ہمراہ گئی ہوئی تھیں۔

اس طرح پاکستان میں بھی ان اقدامات کے نتیجے میں بہت کم رو عمل دیکھنے میں آیا۔ پھر پاکستانی این جی اوز نے پاکستان کی طرف سے ایک بات میں رپورٹ یو این او کو درج کرائی جس میں نکتہ دار بینک کانفرنس کے بارہ موضوعات پر پاکستان میں ہونے والی پیش رفت اور مختلفہ رکاوٹوں کا جائزہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے یہ روپرٹ بھی دی کہ بے نظیر صاحب کے دور حکومت میں ان کا کام جاری رہا، مگر نواز شریف حکومت کے دوران ترقی کے تمام معاملات جلد رہے۔

علمائے کرام اور بھی خواہوں کا مسلمانوں اور خصوصاً مسلم حکمرانوں کو انتباہ

مسلم دولت جیورش ایسوی ایشن کے صدر جناب اسماعیل قریشی نے لاہور ہائیکورٹ میں اس کانفرنس کے غیر شرعی اور غیر اسلامی نکات کے خلاف رہ دائر کی۔ نیز انہوں نے زیدہ جلال وفاقی وزیر تعلیم کی سربراہی میں وفد بھیجنے کی بھی مخالفت کی۔ جبکہ زیدہ جلال کی مغرب نوازی کی بنا پر دوسری دینی جماعتیں بھی موصوفہ پر شدید تنقید کر رہی تھیں۔ آخر حکومت نے لاہور ہائیکورٹ کو بیانیں دلایا کہ ہمارا وفد اسلام کے خلاف نکات کی اس کانفرنس میں مخالفت کرے گا۔ مگر وفد کی سربراہ محترمہ زیدہ جلال ہی کو بیان کیا۔

اسی طرح رابطہ العالم الاسلامی کے سیکریٹری جنگل ڈاکٹر عبد اللہ بن صالح العسید نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے ہم بالامعوم اور رائے عام کے نمائندوں کے نام بالخصوص ایک خط لکھا جس میں اقوام متحده کی جنگ اسلی

داریوں پر اور پھر اس کی تولیدی خدمات پر اس کو باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔ "ازدواجی عصمت دری۔" (یعنی اپنی بیوی کی مرضی کے بر عکس شوہر کے جنسی وظیفہ ادا کرنے) پر قانون سازی کی جائے اور فیصلی کورٹس کے ذریعے مرد کو سزا دلوالی جائے۔ طوانکوں کو جنسی کارکن قرار دن۔ مگر ممالک میں جنسی تعلیم اور کنڈوم کے استعمال پر زور دن۔ استقطاب مصل کو عورت کا حق قرار دن۔ ہم بھس پرستی کا فروغ۔ چنانچہ اپنی تجویزوں کو رسمی طور پر پانچ دس منٹ کی نمائشی تقریروں کے بعد منحور کر لینے کا پروگرام تھا۔

○ شیطان بینک کانفرنس سے لے کر اب تک اپنے منصوبہ پر عمل درآمد کرنے کے لیے مسلسل محرک تھا۔ مگر افسوس کہ مسلم ممالک میں اس آنے والے فتنہ کا بجا طور پر نوٹس ن لیا گیا۔ قاہروہ کانفرنس ۱۹۷۲ء کے اتفاقوں کے بعد مصر میں نئے نالی قوانین متعارف کرائے گئے۔ بعد ازاں مراکش اور دیگر مسلم ممالک میں بھی بینک ڈرافٹ کے نتیجے میں فیصلی لازمیں تبدیلیاں لائی گئیں۔ مگر کسی جگہ کوئی قابل ذکر احتیاج ویکھنے میں نہ آیا۔ البتہ مراکش میں دو تین ماہ قبل جب فیصلی لازم تبدیل کیے گئے تو وہاں کی دس لاکھ مسلم خواتین نے ان نئے قوانین کے خلاف پاپرده مظاہروں کیا۔ اس طرح ایک نئی مثال قائم کی۔

اگر اسی قسم کے مظاہرے مختلف مسلم ممالک میں ہوئے ہوتے تو پھر اس موقع پر عالم اسلام مختلف موقف اختیار کر کے ہم بھس پرستی کے شیطانی منصوبہ کا موثر سد باب کر سکتا تھا۔

پاکستان میں اس کانفرنس کی تیاری

چچہ سال قبل قاہروہ میں ۱۹۷۳ء میں منعقد ہونے والی بہبود آبادی کانفرنس کے نتیجے میں پاکستان میں بہت سی این جی اوز (غیر سرکاری تنظیمیں) وجود میں آئیں۔ بینک کانفرنس کے بعد ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ملک میں فیصلی پالنگ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔ جگہ جگہ بہبود آبادی سنتر کل گئے۔ ستارہ اور چالی والی گولیاں (مانع حل ادویات) ملک میں عوام ہوئیں۔ ایڈر سے بچانے کے بھانے ملک میں ہم بھس پرستی کے بارے میں وسیع پر اپنیگزہ کیا گیا۔ وطن عزیز میں بے جیائی و خاشی کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ پرنٹ اور الکٹریک ڈرائیٹ بلڈنگ، ٹی وی، ڈش، کیبل، اسٹرینٹ، فلش لرمیج، بلانگ، ویڈیو گیمز وغیرہ کے ذریعے فاشی کے مظاہرے بہت زیادہ بڑھ گئے۔ انہوں عصمت دری پھر بینک ریپ اور گھروں سے دو شیزوں کے فرار کے واقعات میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ اسی پس منظر میں "سامنہ ارشد لو میرج کیس" بھی منظر عام پر آیا۔ جس نے مغرب کی شفاقتی یلغار کو وطن عزیز میں اور فروغ دیا۔ پھر خواتین کے پینک اور پولیس اسٹریشن بھی قائم کیے گئے۔

۱۹۷۳ء میں حکومت پاکستان نے خواتین کی اصلاح و ترقی کے نام پر ایک "خواتین تحقیقاتی کمشن" ترتیب دیا تھا۔ اس کے ممبران میں ویادہ تر

رسی ذرائع اختیار کر کے یہ بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسی طرح میں الاقوامی تنظیموں آئی ایم ایف ورلڈ ٹریڈ آر گنائزیشن، گروپ آف سیون اور دیگر میں الاقوامی اداروں کو جنس کی مساوات کو فیصلہ سازی کا اہم حصہ بنانا چاہیے۔

تجزیہ

خواتین کے اختیار و انتداب میں اضافہ، ہر فورم پر ان کی پچاس فیصد نمائندگی، استقطاب حمل کا حق، تولیدی خدمات اور گھریلو خدمات پر معاوضہ طلب کرنا ہم جنس پرستی کو قانونی جواز میਆ کرنا اور مساوات مردوں زن کا نعرو کیا یہ سب بیسویں صدی کے پر فریب نفرے نہیں ہیں۔ عورت آخر کو تبا اقتدار باعث رہی ہے، کیا میں کی حیثیت سے وہ معاشرے کا قوی ترین کروں نہیں ہے؟ کیا یوں کی حیثیت سے وہ اپنے خالوند کی مشیر اور شریک بزر نہیں ہے۔ وہ تو گھر کی ماں ہے۔ میں اور یہی کی محبت تو ہرے ہرے شکل لوں کو پچھلا کر مووم کر دیا کرتی ہے۔ کون کہ سکتا ہے کہ مسلم خاتون طاقتور نہیں ہے یا مرد برتر ہے اور عورت کم تر۔ یہ سارے مسائل مغربی معاشروں کے تو ہو سکتے ہیں۔ مگر دین اسلام تو بذات خود جس نے انسانیت کے ترقی کے لئے جزاً قبل عورت کوں مائلے اتنے بڑے حقوق عطا کر چکا ہے۔ جس کے لیے مغربی عورت ابھی تک سکھوں گدائی لے ماری ماری پھر رہی ہے۔ مظاہروں، ہرگز اپنے اپنے انسانیت کے حقوق مانتے ہے رہا ہے۔ لہذا ہمارے ہاں کی خواتین کی حق تائیں اور ان کے حقوق سے بہرہ در کرنے کی باتیں بہت لاسوzi سے جو کی جا رہی ہیں یہ در اصل اسلام کے خاندانی نظام اور اخلاقی اقتدار کو بخ و بن سے اکھاڑ کر کفر کے نظام کو ان پر مسلط کرنے کی سازش ہے اور یہ باتیں کرنے والے بھی اہل مغرب کے ایجمنٹ ہیں۔

در اصل کافرنز کے محکمین کو عورت کے معاملات سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو کشمیر، فلسطین، پاکستان بخ شیخوں کو سوا اراکان اور دیگر خطوط میں ہونے والی خواتین کی جبڑی صست وری کے خلاف ضرور آواز بلند کی جاتی۔ اسی طرح خواتین کے اور بھی کئی حقیقی مسائل ہیں مگر وہ ان کے ایجمنٹ سے پر نہیں تھے۔ ان کی توجہ تو صرف ان خرافات پر مبنیوں رہی جس سے خود خواتین بھی جاہ و بریاد ہوں اور ساتھ معاشرہ بھی درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

حیرت تو اس بات کی ہے کہ مغرب کی پریشان عورت اسلام کی محدثی چھاؤں تک پناہ ڈھونڈ رہی ہے مگر خود مسلمان عورت کو اسی تباہی کی راہ پر جبرا اور حکما ڈالا جا رہا ہے۔

خواتین کی تمام اداروں میں پچاس فیصد نمائندگی بھی اسی طرح ایک تقابل عمل تجویز ہے۔ مثلاً اس حکم کے تحت جنل پر وزیر مشرف صاحب

کے ۵۳ دویں اجلاس کی جانب توجہ ولائی جو ۵ تا ۹ جولائی نیویارک میں ہو رہا ہے۔ یہ خواتین کے بارے میں اس کا ۲۳ دویں سیشن ہو گا۔ جس کے لیے "ایکیسویں صدی میں خواتین کے لیے مساوات ترقی اور امن کا عنوان" اختیار کیا گیا ہے۔ انسوں نے کہا کہ ان سب خواتین کافرنز کا مقصد خاندان کے اوارے کو ختم کرنا اور خواتین بلکہ نوجوان نسل میں اخلاقی ہے راہ روی اور والدین سے بخلاف پیدا کرنا ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو نیک کاموں میں تعالوں کرنے اور بیرے کاموں سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا اقوام تحدہ کی چھتری تلے نئے عالمی نظام کے مظالم مطے کے خلاف سوچنا اور تدبیر کرنا تمام مسلم امر کی ذمہ داری ہے۔ یہ حملہ صرف مسلم اقتدار کے خاتمے کے خلاف سازش نہیں بلکہ دنیا بھر میں انسانی حقوق کے پر دے میں تمام انسانی رشتہوں بلکہ خود انسان کی پہچان کو تبدیل کر دینے کے متراوف ہے۔ "سابق صوبائی وزیر اطلاعات پیر بنیامن رضوی نے امریکہ میں ہونے والی اس کافرنز کو اسلام کے خلاف شرمناک سازش قرار دیا جس میں ہم جنس پرستی کو جائز، استقطاب حمل کو فروع اور طوائفوں کو جنسی کارکن قرار دیا جا رہا ہے۔ انسوں نے مطالبات کیا کہ این جی ہو کی نمائندہ وفاقی وزیر زیدہ جلال کو حکومت فوراً" واپس بلائے نیز اس کافرنز کے بائیکات کا اعلان کرے۔ بلکہ انسوں نے اسلامی ممالک کے تمام سربراہوں سے بھی اپیل کی کہ وہ فوری طور پر اپنے نمائندے اس کافرنز سے واپس بلاد کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں اور اسی طرح پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے بھی فرداً فرداً اس کافرنز کو اپنے نہ ہب عقیدے ایمان اور اقتدار کی تباہی کے یہودی منصوبے کے خلاف ڈٹ جانے کی تائیں کی۔

شدید تنقید کی وجہ

یہ ساری تنقید اس بنا پر تھی کہ یہ این او کے نمائندے بنے اہم نوٹس جاری کیا تھا۔ "یہ کافرنز پہلی تمام پیش رفت کا جائزہ لے گی۔" بیتی پلیٹ فارم فار ایکشن کے ۱۲ نمایت اہم نکات کا جائزہ لے کر انسوں نے افسوس ظاہر کیا کہ "افسوس لوگوں پر ابھی تک روایتی جنسی شناخت طاری ہے اور عورت کے خلاف جنس کی بنا پر احتیازی سلوک مردوں زن کی مساوات قائم کرنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔ پھر حکومتوں نے بھی ایسے اقدامات پر توجہ دی۔ نہ ہی انسوں نے اس امر پر زور دیا جس سے عورتوں کے تولیدی حقوق اور جنسی صحت کے متعلق حقوق پر عملدرآمد ممکن ہو سکے۔ اس لیے اب یہ این او میں الاقوامی تنظیموں، مذہب معاشروں، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ، تجی شعبہ سب کو یکساں ذمہ دار قرار دیتی ہے کہ وہ ایسی عوای بحث کا آغاز کریں اور یا قائدہ مم چلاسیں جس سے جنس سے متعلق امور پر کھلے عام بات چیت ہو، عمومی رویے زیر بحث آئیں۔ نئے تصورات جنم لیں اور جائزہ لیا جائے کہ مردوں عورت کی مساوات پر کس حد تک عمل ہو سکتا ہے۔ پھر شعبہ تعلیم میں کام کرنے والوں کو رسی دنیا

مضمون لکھ دئتا تو اور چیز ہے مگر زمینی حقوق یا لکل مختلف ہیں۔ خصوصاً پاکستانی عورت تو اپنے معاشرے میں بہت زیادہ غالب اور بہت مقنود ہے کہ مرد اپنی ساری کملی لَا کر اس کے ہاتھ پر رکھ دئتا ہے اور پھر اپنی چھوٹی مولیٰ ضرورت کے لیے بھی عورت سے وقت "فوقاً" مانگتا رہتا ہے۔

اب خود سوچ لیں کہ مسلمان خاتون کے لیے ماں بننے کا اعزاز پھر تربیت اطفال کی ذمہ داری دنیا میں سکون و طہانتی کا باعث ہے اور عاقبت میں عظیم اجر و ثواب کا باعث اس کی جگہ دفتروں میں ملازمت کر کے یا مرد سے اس خدمت کا مقابلہ طلب کر کے چند سکے حاصل کر لیتا باعث غزوہ اعزاز ہے؟ یا اس کی مامta کے منڈ پر زبردست طنابچہ؟

اور یہ جو سیکس فری معاشرہ قائم کرنے کی بات ہے کیا وہ مرد ہوئے یا عورت ہوئے کا شورت ہی ختم کر دئنا چاہتے ہیں؟ یہ تو شورت یا جلت تو حیوانوں میں بھی موجود ہے۔ زر جانور مادہ جانور کو خوب جانتا پہچانتا ہے۔ مادہ جانور اپنی خلائق و جبلی ذمہ داریوں سے آگہ ہوتی ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے اس لیے ان میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا چاہیے تو پھر بھی یہ ایک مسلسل اصطلاح ہے۔ کیا واقعی عورت مرد کی محتاج نہیں ہے۔ کیا واقعی عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے۔ اور کیا واقعی مرد بھی وہ کام کر سکتا ہے جو عورت کی ذمہ داری صدرت نے بنا دی ہے؟ یا پھر اس سے مراد خواتین ہم جنس پرست، مرد ہم جنس پرست اور شادی کیے بغیر ساتھ رہنے والے جوڑے ہیں۔ جو جنس کی ہر ذمہ داری سے آزاو رہتا چاہتے ہیں۔ کم از کم راقہ کو اس اصطلاح کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا۔ یا اس سے مراد مختلف حضرات کا معاشرہ پیدا کرنا مقصود ہے جو صرف نایق گاتا اور اچھل کو دی جانتا ہو۔ نہ وہ مردوں کی سی ذمہ داریاں ادا کر سکے، نہ عورتوں کے فرائض انجام دے سکے اور اس طرح تمدن کو زبردست جاتی سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً "اسی لیے زنا کی آزاوی اور استقطاب حمل کی آزاوی طلب کی جا رہی ہے اور ہم جنس پرست کو فروغ دا جا رہا ہے۔

وستاویز کا ایک نادر نکتہ شوہروں کے ہاتھوں یوں یوں کی جری عصمت دری ہے جس کو وہ Rape Marital کا نام دیتے ہیں۔ پھر شوہر کے ہاتھوں یوں پر جنسی زیادتی سے بننے کے لیے نیمی کو روشن کے ذریعے مناسب قانون سازی کر کے مردوں کو سزا دلانے کی سفارش کی گئی ہے۔ پھر انہوں نے اسلام کے قانون وراثت پر خط تunning پھیرنے کا مسلمان کیا ہے۔ وستاویز میں واضح طور پر ہدایات موجود ہیں کہ قانون سازی اور اصلاحات کے ذریعے جائیداد اور وراثت میں مرد و زن کے مساوی حقوق یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ یعنی عورت کو لازماً مرد کے مساوی وراثت دی جائے۔

پاکستانی وفد سے غیرت کے قتل کے بارے میں بحث مبادث ہوا۔ مگر پاکستانی وفد نے غیرت کے قتل کو جرم حلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا

نے بلدیاتی کو نسل میں خواتین کی پچاس فیصد نمائندگی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ خواتین کی عدم شرکت کی صورت میں یونین کو نسل میں ان کی چاروں ششیں خالی رکھی جائیں گی۔ دوسرے الفاظ میں یونین کو نسل کے ۸۸ افراد کے بجائے صرف ۵ (مرد افراد) سے کام چلایا جائے گا۔ زمینی حقوق یہ ہیں کہ چند بڑے شروں کو چھوڑ کر عام قبیلوں اور دیلات میں عورت کی دفتر، ہینک، ڈاکانے، رلوے آفس وغیرہ میں نظر نہیں آتی۔ پھر یونین کو نسل کے میر کی ذمہ داریاں اس نویت کی ہوتی ہیں کہ عموماً عورت ان سے بخوبی عمدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اس سے ترقی کی رفتار بھی سہ ہو گی۔ مگر ساتھ مخلوط معاشرت سے بہت سی نئی ابجھیں پیدا ہوں گی۔

مسلم ممالک کو تو چھوڑیے خود مغربی ممالک کیا حال ہے۔ امریکہ کے پورے دور میں اب اُک ایک خاتون میڈین البرائیت وزیر خارجہ بن سکی ہے۔ اب تک کوئی خاتون امریکی صدر نہیں بن سکی۔ امریکہ کے ایوان نمائندگان میں بھی عورتوں کا تناسب صرف ۲ فیصد ہے اور جرمن پارلیمنٹ میں صرف ۱ فیصد۔ برطانیہ میں تناسب صرف ۳ فیصد ہے۔ اس طرح انتہائی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ معاشروں میں مجموعی طور پر عورت کی شرکت کی کثرت ہو گئی ہے۔ مگر مغربی ممالک میں تو نقش اس سے بہت بدلا ہوا ہے۔ بہب حقانی کی دنیا اس فریب کا پردہ چاک کر رہی ہے تو اس کو پھر زبردستی یو این او کے کفر پر مبنی یہودی نظام کو مسلم ممالک پر مسلط کرنا بہت بڑی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟

خاتون خانہ کے گھر میلو کاموں اور توییدی خدمات پر محنت کا مقابلہ

یہ مطالبہ بھی انتہائی شرمناک ہے۔ عورت اپنے گھر کی ملکہ ہے تو مرد مشکل ترین کام کرتا ہے۔ یعنی باہر کے گرم سرد موسم کی تہخیل اور صعبوں پر بروائی کر کے کما کر اپنی محنت مزدوری عورت کے ہاتھ پر لا کر رکھ دئتا ہے کہ وہ اس کو اپنی صوابیدی کے مطابق خرچ کرے۔ سارا نعم و نت چلائے۔ کیا مرد اس کو اپنا مزدور سمجھ کر وہ رقم اس کے حوالے کرتا ہے؟ عورت اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے، ان کو جنم دیتی ہے۔ تو اس کی اپنی نفیتیں تکمیل پاتی ہے۔ ہر عورت بچوں کے بغیر اپنے آپ کو غیر مکمل اور ادھوری سمجھتی ہے۔ اس کی مامta کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پچھے پیدا ہو، اس طرح اس کی ذات کی تکمیل ہو سکے۔ پھر اس کے پیچے کو کوئی اور کیوں پا لے۔ وہ اس کا لخت جگہ ہے۔ اس کا گوشہ پوست ہے، پیچے کی خوشی اس کی اپنی مال کی خوشی ہے، پیچے کی بیماری سے خود عورت پر مرضہ اور مضحل ہو جاتی ہے۔ آخر وہ اپنے پیچے کو جنم دینے اور پرورش کرنے میں اور اس کی تعلیم و تربیت کرنے میں جو فرحت اور چیز خوشی عومنس کرتی ہے، دنیا کی کوئی چیز ان کا نام البدل بن سکتی ہے؟ کیا آپ حقیقی والدہ کو توکرہا کر رکھ دئنا چاہتے ہیں۔ جذباتی مطالبے کرنا، تحریریں اور

کم ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء

نتیجہ کی گئی۔ مخفف اس لیے کہ انہوں نے اس دستاویز کی مخالفت کیوں کی؟ "غیرت کے قتل" کے موضوع پر بھی خوب بحث ہوئی مگر بہرحال اس کو جرم قتلیم کرنے کی بھروسہ مخالفت کی گئی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۰ جولائی ۲۰۰۰ء)

چنانچہ یہ کافنفرنس شدید مخالفت کے باعث کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ہی ختم ہو گئی۔ صرف عورتوں کی تعلیم اور بہتر صحت کی سولوں پر ہی اتفاق رائے ہو سکا۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ خود رومان کیتوںک چچ نے بھی ابتدا ہی سے بیجنگ کافنفرنس کے ایجنسٹسے کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ اس کافنفرنس میں بھی انہوں نے جنسی آزادی اور استقطاب حل میںے فضول ایجنسٹے کی کھل کر مخالفت کی۔ علاوه ازیں جمہوریہ چین نے بھی ان سفارشات کی مخالفت کی۔ چنانچہ کافنفرنس سے وابسی پر خواتین کی صوبائی وزیر شاہین عقیق الرحمن نے روپورٹ پیش کی۔

"چین اور کیتوںک عیسائی ممالک نے بھی مسلم ممالک کے موقف کی اس بنیاد پر بھروسہ حیات کی کہ عالمی کافنفرنس میں مسلم ممالک کی حمایت سے مغلی این جی اوز کی استقطاب حل اور جنسی آزادی کی سفارشات مسترد کروائی گئیں۔ لائیک سے پاکستانی عورت کے خلاف کیا جانے والا پر ایگنڈہ غلط ثابت کیا۔ ہمارے وفد کو ہر سطح پر بھروسہ نہائی دی۔ بھارت کے مقابلے میں ہمارا سرکاری وفد اگرچہ مختصر تھا مگر اپنی کارکردگی کی بدولت یہ وفد کافنفرنس پر چھلایا رہا۔ ہم نے کافنفرنس میں بتایا کہ پاکستانی عورت پر تشدد اور دیاؤ کے اڑالات بالکل غلط ہیں۔ یہ مخفف پروپیگنڈہ کا حصہ ہیں۔ ہماری عورت ترقی میں ووڑ میں شامل ہے۔ اسے تمام بیناونی حقوق اور شری آزادیاں حاصل ہیں۔"

این جی اوز پروگرام کی کاروائی میں حصہ لینے کے بجائے ذاتی گفتگو میں مصروف رہنے کے باعث ناکام ہو گئیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۲ جون ۲۰۰۰ء)

بہرحال اس پائیج رووزہ کافنفرنس میں ۱۸۰ ممالک شامل ہوئے۔ پورا وقت طویل بحث مبارکہ ہوتے رہے۔ بیشنتر مندوں میں جنسی آزادی، استقطاب حل اور نو خیر نہایت بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے نکتوں پر اتفاق نہ تھا۔ اس طرح منتظرین کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی کہ وہ تمام شوں پر جلد ہی مگر ممالک سے دھنخڑ کرائیں گے۔

چنانچہ اس موقع پر این جی اوز نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اور جن امور کو آج متنازعہ فی قرار دیا گیا ہے بالآخر وہ دنیا بھر سے ان مطالبات کو منوانے میں جلد کامیاب ہو جائیں گے۔

مقام غور و فکر

گزشتہ خواتین کافنفرنس میں اسلامی حکومت کے نمائندوں نے اپنی

موقف یہ تھا کہ مغرب میں بھی تو چند باتیں کے تحت قتل ہوتے ہیں مگر ان کو جرم قتلیم نہیں کیا جاتا۔ بینہ ہمارے ہاں اس چذبات والے قتل کو غیرت کا قتل قرار دیا جاتا ہے لہذا یہ جرم نہیں ہو سکتا۔

کیا عورت مجرم عورت ہے جسے مرد کے بالمقابل کھرا کیا جا رہا ہے اور اس کے دل میں مرد کے خلاف زبردست نظرتِ ثمونی جا رہی ہے۔ حالانکہ مرد اس کا باپ ہے، بھائی ہے، شوہر ہے اور بیٹا ہے۔ کیا وہ اپنے ان عزیز ترین رشتؤں سے دست بردار ہونے کو تیار ہے۔ کیا وہ خود ہی باپ، بھائی، بیٹے کے کردار ادا کر لے گی؟ اس کی نفیاں اور اس کا جسمانی نظام تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے تو پھر یہ ساری اچھی کوڈ کیوں؟

مغرب نے اس پے روک نوک جنسی آزادی کے کچھ نتائج تو دیکھ لیے ہیں، مگر بریاد ہو گئے، بوڑھے ماں باپ اولاد ہومزکی زینت بننے۔ پچھے "Day Care Centres" میں پہنچنے لگے۔ بڑی محبت دریاؤں کے کنارے تھا شخص مارنے لگا۔ ہوئی اور پارک آیا ہوئے۔ ہمپتاہوں نے ولادت اور موت کا فریضہ سنپھال لیا۔ یہ تو صرف آزادی نسوان کا کچھ اعجاز ہے۔ اب عورت کو ۵۰ فیصد نمائندگی دے کر اور استقطاب حل و ہم جنس پرستی کا مزید بنیادی حق دے کر اسے طاقت ور بناتا مقصود ہے تو پھر یہ ڈرلما کیا سین دکھائے گا؟ بقول اقبال۔

نوائیت زن کا نہیں بان ہے فقط مرد اب عورتیں مرد کو درمیان سے نکال کر چند کے تو کالیں گی مگر یہ سے اس کی عزت، آبرو، ناموس، تمدن، ثافت، عفت و عصمت اور شرم و حیا جسی اعلیٰ اقدار کا گلا گھونٹ دیں گے اور عالم انسانیت و سیج ترین جنگل کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

مغرب میں تو یہ تمام بریادی فطری انداز میں آئی ہے مگر اب وہ اس تمام خانہاں بریادی کو یہ این او کے ذریعے ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا فلم اور نا انصافی ہے؟

کافنفرنس کا انعقاد

کافنفرنس کا ایجنسٹ اور سارا پسلے سے تیار ہو چکا تھا۔ اس موقع پر تو صرف ۵ تا ۶ مہنٹ کی نمائشی تقریروں میں اس ایجنسٹے کی توثیق کرنا مقصود تھا۔ بھروسہ اس کافنفرنس ۵ سے ۹ جولائی تک منعقد ہوئی۔ اس میں مسلم ممالک شامل ہوئے۔ روزنامہ "نوائے وقت" ۱۰ جولائی نے اس کے بارے میں لکھا "تینیارک میں عورتوں کے جنسی حقوق کے مسئلے پر اسلامی ممالک اور رومان کیتوںک ممالک ایک ہو گے۔ جنسی حقوق (جن کا نام بیجنگ کافنفرنس میں بدل کر بنیادی اسلامی حقوق قرار دیا گیا تھا) میں استقطاب حل اور مرضی سے پچے جنے کا حق بھی شامل ہے۔ ایران، لیبیا، سوڈان اور پاکستان کے علاوہ رومان کیتوںک ملکوں کی طرف سے بھی اس کافنفرنس میں شدید

۳۔ اسلام نے عورت کو جو بہترن حقوق دیے ہیں، خود اپنے معاشروں میں اور ہبہن الاقوامی فورمز میں ان کی وضاحت اور خوبصورتی سے پیش کی جائے۔ آج کی مسلمان عورت کو اپنے دین، اخلاقی اقدار اور علم کے بھیار سے سلسلہ ہو کر اپنے اسلاف سے رشتہ جوڑتے ہوئے اعتماد سے قدم اٹھاتا ہوں گے تاکہ آنے والی صدی میں خواتین سے متعلقہ چیلنجز کا علمی اور عملی دونوں سلسلہ پر موثر جواب دوا جاسکے۔

۴۔ نیو دنلہ آرڈر جاری کرنے کے بعد سے امریکہ ہر نمکن مسلم ممالک کو الگ الگ دیا رہا ہے۔ اس کو احساس ہے کہ اس کے اس آرڈر کو صرف اسلام علی چیلنج کر سکتا ہے۔ اس لیے امریکہ اور یہودی مسلمانوں کو مسلسل کمزور کرنے اور تقسیم در تفہیم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ لہذا جلد از جلد مسلمانوں کو متحد ہو کر اپنی یونین قائم کرنی چاہیے۔ یا تو سلامتی کو نسل میں اپنی اکثریت کی ہاتھ پر دو تین مستقل دوست حاصل کریں وگرن پھر اپنا مسلم بلاک الگ تخلیل دیں۔ اپنے کروار اور جہاد کے ذریعے اپنا لوہا منوائیں۔ اور اعتماد کے ذریعے نہ صرف اپنے دین کا تحفظ کریں بلکہ دکھی انسانیت تک اسلام کا جان بخش اور روح پرور پیغام پہنچائیں۔ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا تزویر کریں، اپنی نیوز ایجنسی قائم کریں۔ اپنا مسلم شیل ویژیں نیت و رُک قائم کریں۔ مظلوم بھائیوں کی مدد کے لیے ہبہن الاقوامی مسلم فوج تخلیل دے کر ہر جگہ دشمن کا بھرپور مقابلہ کریں۔ یہ راستہ ہمارے لیے سرخ روئی اور کامیابی کا پاس ہے۔

مقام سرت ہے کہ اس موقع پر پاکستان کا سرکاری وفد اس بات پر ڈھا رہا کہ وہ اپنی اسلامی روایات کے خلاف کوئی ایجادنا قبول نہیں کرے گے کیونکہ اسلام میں خواتین کی سیاسی و معاشری ترقی کے لیے نمایاں کردار موجود ہے۔ محمد مسیحیہ جلال نے اس عزم کا بھی اطمینان کیا کہ ہم اس مسئلے پر او آئی سی کے تمام رکن ممالک کو بھی اعتماد میں لے رہے ہیں تاکہ اس معاشرے کی روایات ہم پر مسلط نہ کی جاسکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اپنے اس عزم پر قائم رہتے ہوئے پوری اسلامی دنیا کو مغرب کی بڑھتی ہوئی ثقافتی اور تہذیبی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرے اور یہ دعے صرف صفحہ قرطاس کی زینت نہ بیش بلکہ ان کو عملی جادہ پسند کر مسلم امت کی حقیقی فلاج و بہبود کا کام سرانجام دوا جائے۔

ب۔ شکریہ مہتممہ "افکار معلم" لاہور

نہ ہیں تعلیمات، عقیدے اور ایمان کے صریحہ "نمائی احکام کی مزاحمت نہیں کی تھی بلکہ پہنچ تھنخات کا اطمینان کر دنا کافی خیال کیا۔ بلکہ موجودہ کافر فرانس کا ایجادنا اس کفرہ نظام کو جرا" رکن ممالک پر مسلط کرتا تھا۔ لہذا دینی جماعتوں، علماء اور امت کے اہل دنگر و نظر اصحاب نے اپنی اپنی حکومتوں کو خوب سمجھا اور بغیر سچے سمجھے اس کافر فرانس کے ایجادے پر دھنخدا کرنے کے خطرہاک عوائق سے ان کو آگہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آن پہنچی۔

اس طرح یہ شیطانی اور یہودی منصوبہ وقیع طور پر اپنی موت آپ مر گیا۔ فائدہ المدح۔ مگر اس کے خلاف طویل مصنوبہ بندی کرنا بہت ضروری ہے۔ اقوام متحده کے نمائندے بار بار اس ایجادے کو ہمارے سروں پر سلط کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جس طرح اقلیتوں کے مسئلے پر، تو ان رسالت کے موضوع پر، قتل غیرت کے ہم پر، دہشت گردی کے خاتمے کے عنوان سے بار بار ہم سے مطالبے کیے جاتے ہیں اور ان موضوعات پر ہونے والی پیشافت کا سوال بار بار مختلف فورمز سے اخباریا جاتا ہے بعینہ جسی آزادی استقلال حمل اور پیچاں قیصر خواتین کی نمائندگی کے سائل بار بار اخراجے جاتے رہیں گے۔ لہذا ہمیں مسلسل بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

۵۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں غور و غفران کے مختلف فورم بینیں جمال مغض تقاریر نہ ہوں۔ ان عالمی اور ادویں میں پیش آنے والے عالمی چیلنجز کا جواب ہم نہیں انداز میں دے سکیں۔ یہ فرض ہم پر امت مسلمہ کے فرد کی حیثیت سے بھی عائد ہوتا ہے اور ایک عام مسلمان کی حیثیت سے بھی۔ نہیں بینیادوں پر کام کرنے کے سوا ہم ان طوفانوں کا رخ نہیں موزع سکتے۔

اگر مورث مزاحمت نہ ہوئی تو یہ انسانیت دشمن ایجادنا "تمساری بر بادی" کے مشورے ہیں۔ جو این لوگوں کے ایوانوں میں "کے مصدق ہماری موت کا پیغام ہوگا جب مسلمانوں کو جرا" اسلام اور اسلامی تعلیمات سے روک کر عالمی سلسلہ پر نیت و تابود کر دیا جائے گا۔ عراق و کیوبا جیسی اقتصادی پابندیاں طاقت کا استعمال بیسے ہجھنڈے استعمال کیے جائیں گے کہ۔

ب۔ جرم، ضيقی کی سزا مرگ مفاجاہات "نکلی، بدی، گنا، ٹوپ، حال حرام" کے بجائے نئے عالمی فربان کے مطابق وہی صواب مانا پڑے گا جسے امریکہ کمیٹی کے گا اور نہیں وہ غلط کے گا سب اسے غلط مانتے پر مجبوڑ ہوں گے۔

۶۔ ہمارے ہاں بندوانہ رسم و رواج کی وجہ سے بلاشبہ عورت بہت سے مصالح کا شکار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی محرومیاں دور کی جائیں اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں ان کے بارے میں رائے عالم بیدار کی جائے۔ عورت کے ساتھ عمومی رویے بہتر ہائے جائیں، تعلیم، صحت اور دراثت، حق ملکیت، حق سلوک، استحقاب زوج جیسے حقوق جو اسلام نے اسے عطا کیے ہیں فی الواقع عورت کو یہ حقوق دے کر اس کی عزت و آبرو کا احترام کیا جائے۔ اس کے مقام و مرتبہ کو معاشرے میں بھال کیا جائے۔

بیتہ: گلوبالائزیشن اور لوکالائزیشن

جمهوری انتظامات کو روکتی رہی اور جہاد کو زندہ رکھنے کے لیے پیش با قریباً ہیں کرتی رہی ہے۔ پاکستان کی اسلامی جماعتوں کا مستقبل بھی صرف اور صرف احیائے جمادی میں ہے۔ اگر ہم نے یہ روا ترک کر دی تو ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

گلوبالائزیشن اور لوکلائزیشن کے پس پرده عوام

استعمار کو ختم ہوئے۔ اس طرح آج پاکستان ریاست سے اختیارات چھین کر مقایی سطح پر ختم کرنے سے مقایی حکومتیں مضبوط نہیں ہوں گی بلکہ یہ اختیارات اصل میں عالی استعمار اور اس کے اداروں کو ختم ہو جائیں گے۔ ضلعی حکومت ایک کارروباری ادارے کی طرح کام کرے گی جس میں حاکم، آجر اور عوام خریدار ہوں گے۔

لوکلائزیشن کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی ریاست تمام خدمات کی فراہی کے عمل سے دستبردار ہو جائے اور اس کی ذمہ داری ضلعی اور تحصیل کی سطح کی مقایی حکومتوں کو ختم کر دی جائے۔ مقایی حکومتیں ان خدمات کو منافع کے حصول کے لیے انجام دیں اور حکومت کے بجائے تجارتی ادارہ بن جائے۔ جگارتہ میں پانی کا نظام ایک ملنی نیشل کمپنی نے خرید لیا ہے جس کے بعد پانی بھی منافع پر بیچا جا رہا ہے اور لوگ منگا پانی خریدنے پر مجبور ہیں۔ ضلعی حکومت کے نتیجے میں اختیارات مرکزی حکومت سے پٹلی سطح پر ختم ہونے کے بجائے تمام اختیارات ملنی نیشل کمپنیوں اور میں الاقوامی بینکوں کو ختم ہو جاتے ہیں۔ گلوبالائزیشن اور لوکلائزیشن ایک سے کے دو رخ ہیں کیونکہ دونوں اعمال کے ذریعے اصل اختیارات مرکزی ریاست سے عالی استماری اداروں اور ملکوں کو ختم کر دیے جاتے ہیں۔ حکومت نے ضلعی حکومتوں کے قیام کے پلے مرطے میں ملک کے منتخب اخلاع میں بدیاتی انتخابات کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔ ضلعی حکومتیں کیا ہیں؟ اس نظام حکومت کا قلفہ کیا ہے، اس کی تاریخ کیا ہے، اسے سمجھنے کے لیے ہمیں عالی استمار امریکہ اور اس کی حلیف عالی مایا تی طاقتیں یعنی آئی ایم ایف، عالی ہائیک اور دیگر مایا تی اداروں کے قلفے، اصطلاحات اور مفہوم تندب اور اس کے قلفے تاریخ کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا، اسے سمجھے بغیر ہم ضلعی حکومت جیسے بظاہر بے ضرر معاملات کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔ عموماً ہمارے دینی اور سیاسی حلقوں کی جانب سے ضلعی حکومت کے منصوبے کی منظم اور مضبوط مخالفت ابھی تک نہیں کی گئی، بلکہ اسے اختیارات کی پٹلی سطح تک تقسیم کے مغلبی قلمخانے کے ناظر میں ایک عظیم الشان پیش قدمی سمجھا جا رہا ہے۔ مگر دینی جماعتوں کی جانب سے ضلع کی سطح پر مرد اور خواتین کے لیے ساوی نشوتوں کے اعلان کی بھروسہ نہیں کی گئی ہے، جس کا مقصد EDFEMINIZATION کے ذریعے خاندانی نظام کو تسلی نہیں کرنا ہے، مغرب کے کسی ملک میں پٹلی سطح پر کسی انتخابات میں بھی جس کی بنیاد پر نشوتوں کی تقسیم نہیں ہے، ہر جس کو اختیار ہے کہ وہ انتخابات

ماہنامہ "ساحل" کرچی نے گلوبالائزیشن اور لوکلائزیشن کی موجودہ عالی مم اور پاکستان میں حکومتی اختیارات کی مقایی سطح پر ختم کے پروگرام کا جائزہ لیتے ہوئے اس سلسلہ میں دو اہم تجویزاتی رپورٹیں شائع کی ہیں جنہیں "ساحل" کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں سے بطور خاص ہماری گزارش ہے کہ وہ ان رپورٹوں کا گمراہی سمجھیگی کے ساتھ مطالعہ کریں اور اس مسئلہ پر رائے عادی کی راہ نہیں کی طرف فوری توجہ دیں۔ (ادارہ)

عصر حاضر کے مغلبی استعمار کی دو نئی اصطلاحات "گلوبالائزیشن" اور "لوکلائزیشن" اس وقت پاکستان کے ہر پڑھے لکھے فرد کا موضوع گفتگو ہیں۔ ان اصطلاحات کی ایک خاص تاریخ، خاص پس منظر، خاص فلسفہ اور خاص تندب ہے۔ اس پس منظر سے واقفیت کے بغیر یہ اصطلاحات بظاہر نمائیت بے ضرر، غیر ملک، تیر پر ہدف اور نمائیت کار آمد نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ایسے یہ ہے کہ پاکستان میں لکھنے پڑنے کی روایت مدتیں پسلے دم توڑ چکی ہے لہذا میدان صحافت میں اب وانشور باقی نہیں رہے بلکہ اب صرف ڈھنڈورجی اور ٹپی ٹم کے لوگ باقی رہ گئے ہیں جو ہر نئے خیال، نئی لہر، نئے لفظ، نئی اصطلاح کو بے سوچ سمجھے اس بد قسم قوم کی روشنی ہوئی قسم سے وابستہ کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ "مقامیت" کی اصطلاح کے ضمن میں ہمارے اخبارات جzel تحریر نویوی کی حمایت سے بھرے پڑے ہیں، حمایت کرنے والوں کو یہ اندازہ ہی نہیں کہ ضلعی حکومتیں کس قیامت کی خبر لائیں گی اور اس کے نتیجے میں پاکستان کی قوی ریاست کیسے ریزہ ریزہ ہوگی۔ "ساحل" ان اصطلاحوں کے حوالے سے خصوصی انشاعت پیش کر رہا ہے تاکہ قارئین کو ان اصطلاحات کا تاریخی پس منظر، اس کا قلفہ، اس کے مقاصد، اہداف اور منزل کی بابت تفصیل سے معلومات میا کر دی جائیں۔ لوکلائزیشن اور گلوبالائزیشن کے عالی استماری منصوبے نئے نہیں ہیں، تاریخ کے سفر میں وقتاً فوقتاً ایسے منصوبے ماہی میں بھی ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔

انیسویں صدی میں انگریز نے بالکل اسی طرح پر پسلے ہماری مرکزی ریاست کو کمزور اور بالآخر جاہ کیا تھا۔ اس صدی کے توابوں اور راجاؤں کی پالیسیوں اور رہوازوں کو مغل سلطنت کے مقابلے میں کھڑا کیا گیا تھا۔ مرکزی ریاست سے اختیار چھین کر توابوں کو با اختیار بنانے کی حکمت عملی کے ذریعے اصل اختیارات ریاستوں کو ختم نہیں ہوئے بلکہ انگریزی

(۲) اعلیٰ سیاست

ا۔ اعلیٰ سیاست (HIGH POLITICS) یعنی اعلیٰ سیاست سے مراد ہے ریاست کا اندر و بیرونی معاملات، تعلقات کی ہر سطح پر مکمل کنشوں ہے۔ دراصل سیاست علیاً کا مطلب ہے کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی ہے۔ کوئی بھی ریاست اسی حد تک قوی یا کمزور ہوتی ہے جس حد تک وہ اپنی خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کو مشکل کرنے، چلانے اور ان کو عملی جامہ پہنانے میں آزاد ہوتی ہے۔

ب۔ اولیٰ سیاست (LOW POLITICS) پر ریاست کا مکمل کنشوں۔ سیاست اولیٰ میں وہ تمام خدمات شامل ہیں جو تمام جدید ریاستیں کچھ عرصہ قبل تک اپنے عوام کو فراہم کرنا اپنے مقصد وجود کا حصہ سمجھتی تھیں۔ ان خدمات میں بھلی و پالی کی فراہمی سے لے کر مزکوں کی تغیر تک تمام خدمات شامل ہیں۔ ریاست ان خدمات کی فراہمی منافع کے حصول کے لیے اور مارکیٹ کے لفظ نظر سے نہیں کرتی ہے بلکہ اس کو بنیادی ذمہ داری اور بنیادی خدمت سمجھ کر بجا لاتی ہے۔ کسی بھی ریاست کو (موجودہ دور میں) اپنے عوام پر کنشوں اور ان کی تابعداری اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب تک وہ یہ خدمات اپنے عوام کو فراہم کرتی رہتی ہے۔ اگر کسی ریاست سے یہ بنیادی خدمات فراہم کرنے کی ذمہ داری چھین لی جائے تو اس ریاست کا اپنے عوام پر کنشوں اور ان کی تابعداری کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔

موجودہ ریاست کی طلاقت اور کمزوری کے جو وہ بنیادی اصول ہم نے اور پیمان کے ہیں ان کا تعلق ریاست کے خلاف سے ہے۔ اب اگر ساختی اور یستحی لفظ نظر سے دیکھیں تو موجودہ دور میں وہی ریاستیں مضبوط اور طاقتور ریاستیں ہوں گی جو جغرافیائی لحاظ سے وسیع ہوں، آبادی کے اعتبار سے گنجان اور پھیلی پھولتی ہوں۔ آبادی کے لحاظ سے اور جغرافیائی لحاظ سے چھوٹے ممالک موجودہ دور میں کمزور ممالک ہوں گے اور وہ بیرونی معاشی اور دفاعی تنافیں کے آگے بے بس ہوں گے۔ مندرجہ بالا تمہید کے نتیجہ میں اب ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ استعمار کے ان منصوبوں کو کوئی نام دے سکتیں۔ استعمار کے مندرجہ ذیل تین منصوبے ہیں۔

(الف) گلوبالائزیشن (ب) لوکائزیشن (ج) شری حکومتوں کا قیام

(الف) گلوبالائزیشن کیا ہے؟

گلوبالائزیشن کا مقصد یہ ہے کہ مرکزی ریاست سیاست علیاً HIGH POLITICS سے دستبردار ہو جائے۔ مثلاً ”اگر پاکستان کے تکمیل میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو گلوبالائزیشن کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ پاکستانی ریاست خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کی تکمیل کے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے اور ان ذمہ داریوں کو امریکی استعمار اور اس کی ”گماشت آلہ کار تنظیموں“ منصوبوں اور معلمدوں شنا“ درلنہ بینک، آئی ایم ایف، ذیلوں تی اور اسی لی بی لی وغیرہ کو ختم کر دے۔

میں آزادانہ حصہ لے مگر ہمارے حکومت مغرب سے کتنی قدم آگے بڑھ کر ریاستی جگہ طاقت سے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے نہ مقابلہ لا کر مقابلے کی کیفیت پیدا کر کے معاشرے سے اخلاقی انداز کو رخصت کرنا چاہتے ہیں، ”عورتوں کو گھروں سے جرا“ نکال کر ترغیب و تحریک کے تحت اپنے جاں میں گرفتار کر کے انسیں مردوں کے شانہ بشانہ لانے کا بنیادی مقصد گاؤں اور تحصیل کی سطح پر آج بھی موجودہ مضبوط خاندانی نظام کو تہ بیلا کرنا ہے جس کے نتیجے میں مغربی تندیب کو غلبہ حاصل ہو، ”عالمیت (گلوبالائزیشن) کے بعد مقامیت (لوکائزیشن“ کے حوالے سے مغربی تندیب کا زبردست تھیمار سمجھتا ہے، اس مسئلے میں ”اکثر جلویہ اکبر انصاری اور علی محمد رضوی“ کے مضامین معلومات کے نئے درستے واکرته ہیں۔ ان مضامین سے صورت حال کا ایک ایسا رخ سامنے آئے گا جو ابھی تک خاص و عام لوگوں سے مخفی ہے۔

صلعی حکومتوں کا عالمی استعماری منصوبہ
علیٰ محمد رضوی

اس مضامون میں ہم گلوبالائزیشن اور لوکائزیشن کے استعماری منصوبوں کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ پاکستانی ریاست کو تباہ کرنے کی استعماری کوششیں ہم پر واضح ہو سکیں۔ آخر میں ہم استعمار کے ان منصوبوں کا مقابلہ کرنے کے لیے چند تجویز بھی پیش کریں گے۔

استعمار کا منصوبہ کیا ہے؟

ایکسویں صدی کا مغربی استعمار چاہتا ہے کہ قوی ریاستیں کمزور ہوں۔ قوی ریاست کو کمزور کرنا استعمار کے معاشی اور دفاعی انتظام کے لیے ضروری ہے۔ یہ حکمت عملی بیسویں صدی کی استعماری حکمت عملی سے مختلف ہے۔ بیسویں صدی میں استعمار نے تیری دنیا میں مضبوط ریاستوں کے قیام کو برداشت ضرور کیا تھا۔ آج استعمار مضبوط قوی ریاستوں کو برداشت نہیں کر سکتا اس کی معاشی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ داری کے لیے سرمایہ کا بلا روک نوک بہاؤ آج انتہائی اہم ہو چکا ہے۔ مضبوط ریاست سرمایہ کے اس بہاؤ پر روک نوک عائد کر سکتی ہے۔ اس قسم کی پابندیاں سرمایہ داری نظام کی بند و بala عمارت کو انتہائی آسانی کے ساتھ زمین بوس کر سکتی ہیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج مغربی ممالک میں نوجوانوں کی تعلیم انتہائی کم ہو چکی ہے۔ آج مغربی آورشوں کے لیے جان دینے والا کوئی نہیں رہا ہے۔ ایسے میں مغرب بھی زمینی جنتیں لائے کے لیے نا اہل ہوتا جا رہا ہے۔ مضبوط قوی ریاستوں کا وجود مغرب کے لیے دفاعی خطروں بن چکا ہے۔ ان ہی دونوں وجہات کی بنیاد پر آج کا استعمار مضبوط قوی ریاستوں سے خائف ہے اور انسیں کمزور کرنا چاہتا ہے۔ موجودہ دور میں کسی بھی ریاست کی قوت کے درستے ہوتے ہیں۔ (۱) اعلیٰ سیاست

سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی ہے۔ یہ شری ریاستی حکومتوں کم اور منافع کے حصول میں تک و دو کرنے والی کپنیاں زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے شری، شری کم اور خریدار زیادہ ہوتے ہیں۔ کراچی، لاہور، حیدر آباد، پشاور کو مخصوص پاکستان کا دل و جگہ نہیں ہوتا چاہیے جو جہاں شیر، جہاں افغانستان اور استعمار کے خلاف جدوجہد کے لیے یہ سپاٹی ہوئی دیوار بن سکیں بلکہ ان کو ایسی کپنیوں کا روپ دھارنا چاہیے جو سرمایہ داری کے شیطانی کھیل کا ایک حصہ ہوں۔ شری حکومتوں کے قیام کے لیے ضروری نہیں ہے کہ ملکوں کو توڑا جائے (گو کہ یہ بھی ایک صورت ہے) بلکہ اختیارات عالیٰ اداروں اور مقامی سطح پر اس طرح خلل کیے جائیں گے کہ مرکزی ریاست صرف ہم کی ریاست رہ جائے گی جس کا واحد مقصد عالیٰ اداروں کی پالیسیوں کا نفاذ رہ جائے گا۔

طریقہ کار

گلوبلائزیشن، لوکائزیشن اور شری حکومتوں کے قیام کے اس استعماری منصوبے کو سمجھنے کے بعد اب موقع ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اس منصوبے کو عملی جادہ پہنانے کے کیا ذرائع ہیں۔ ذیل میں ہم "محض" ان عملی اقدامات کو ترتیب دار بیان کریں گے جو استعمار اور اس کے ذیلی ادارے ہماری ریاستوں کو کمزور کرنے کے لیے ہم پر سلطنت کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆ استعمار اور اس کے گماشتے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کے یہ استعماری منصوبے اس وقت تک شرمندہ تغیر نہیں ہو سکتے جب تک حرص و حسد ہمارے معاشرے میں قتل قبول نہ بن جائیں۔ حرص و حسد کو عام کرنے کا سب سے اہم ذریعہ حقوق انسانی ہیں۔ حقوق انسانی کے ذریعہ ان اجتماعی اداروں، صفت بندیوں اور برادریوں کو منتشر کیا جاتا ہے جو رواجی طور پر ہمارے معاشروں میں حرص و حسد کے فروغ میں حائل رہی ہیں اور جو ہمارے معاشروں میں قابل، ایجاد اور وفا کا سرچشمہ ہے۔ خاندان کے تباہ ہونے کے نتیجے میں ہر فرد معاشرہ میں یکا و تھارہ جاتا ہے۔ ایسا ٹھنڈ حرص و حسد کے جل میں با اسلامی پسخ جاتا ہے۔ ایسے افراد کے لیے سرمایہ کا بندہ بن جانا بست آسان ہو جاتا ہے۔ استعمار ہمارے معاشروں میں ایسے ہی افراد کی تقلیل کے لیے کوشش ہے۔ اس سلسلہ میں استعمار کی پورودہ این جی اوز خاص کردار ادا کر رہی ہیں۔

☆ خاندانی نظام کو تباہ کرنے کا سب سے اہم تھیار حقوق نوادرات کی تحریک ہے۔ عورتوں کو حرص و حسد کا بندہ بنانے بغیر اُنہیں گھر سے نکالے بغیر استعمار کے لیے ہامکن ہے کہ ہمارے معاشرے میں سرمایہ اور استعمار کی بالادستی قائم کر سکے۔ حقوق نوادرات کی تمام تحریکیں ہمارے معاشرے اور ثافت کو تباہ کرنے کی تحریکیں ہیں۔ حقوق نوادرات کی تمام تحریکیں ہمارے معاشرے میں مبت ایجاد و وفا کو ثابت کر کے حرص و حسد کو عام کرنے کی

ظاہر ہے کہ خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کی تکمیل کے وظائف استعمار کو خلل کر دینے کے بعد پاکستانی ریاست ایک "جبور" لاچار اور لاگر بے بس ریاست رہ جائے گی جو استعمار کے کسی بھی منصوبہ کی مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ پاکستان اُنہیں معنوں میں استعمار کی پانچ گزار اور محتاج ریاست بن جائے گی جن معنوں میں آج فلنج کی ریاستیں استعمار کی پانچ گزار اور محتاج ریاستیں بن چکی ہیں۔

(ب) لوکائزیشن کیا ہے؟

لوکائزیشن کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی ریاست خدمات کی فراہمی کے عمل سے دستبردار ہو جائے اور اس کی ذمہ داری ضلعی اور تحصیل کی سطح کی مقامی حکومتوں کو خلل کر دی جائے۔ ان مقامی حکومتوں کو چلانے کی ذمہ داری محض منتخب نمائندوں کی نہ ہو بلکہ درلہ بینک کی ذیوبلیment رپورٹ برائے ۲۰۰۰ء کے مطابق اس میں "پرائیوریتیزیشن" این جی اوز اور سول سو سائی کے دوسرے عناصر (شنا، سیکور میکرین، مدین اور ماہرین حضرات) کو بھی شامل ہوتا چاہیے۔ اسی لیے جعل مشرف کے پروگرام میں عورتوں اور غیر مسلموں کے لیے مخصوص نشیش اتنی بڑی تعداد میں رکھی گئی ہیں۔ دوسرا اہم پلو یہ ہے کہ مقامی حکومتوں ان خدمات کو بطور خدمت کے انجام نہ دیں بلکہ منافع کے حصول کے لیے دیں۔ مقامی حکومتوں منافع کے حصول کے لیے کپنیاں بن جائیں جن کا مقصد شرپوں کو بنیادی سولیس نفع نقصان کے اصول سے بالاتر ہو کر دنातھ ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول ہو۔ مقامی حکومتوں اپنے شیئر اور پائٹ دوسری کپنیوں کی طرح مارکیٹ میں بیچنے کے لیے پیش کریں گی۔ خدمات کے سارے نظام کو پرائیوریزیشن کیا جائے گا اور اس کی ذمہ داری اسکی نیشش کپنیاں ہوں گی۔ اس کی مثال جکارہ میں ہمارے سامنے آئی ہے جہاں فراہمی آب کا سارا نظام ایک ملنی نیشش کپنی نے خریدا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اختیارات مرکزی حکومت سے فی الواقع مقامی ضلعی حکومتوں کو خلل نہیں ہوتے ہیں بلکہ اصل اختیارات ملنی نیشش کپنیوں کو اور میں الاقوامی پیکنکوں کو خلل ہوتے ہیں۔ اُنہی معنوں میں ہم کہتے ہیں کہ گلوبلائزیشن اور لوکائزیشن ایک ہی سکے کے درجے ہیں کیونکہ دونوں اعمال کے ذریعے اصل اختیارات مرکزی ریاست سے استعمار کو خلل ہوتے ہیں۔

(۳) شری حکومتوں کا قیام

گلوبلائزیشن اور لوکائزیشن کا حقیقی بدن سنگاپور اور بانگل کانگ کے طرز کی شری حکومتوں کا قیام ہے۔ سنگاپور، بانگل کانگ، پاناما، مکاؤ، کوشاریکا یعنی علاقے شری ریاستوں / حکومتوں کی حقیقت واضح کرتے ہیں۔ یہ تمام شری مقامی حکومتوں عالیٰ سرمایہ داری کی تابع مسئلہ ہوتی ہیں اور اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی، دفاعی پالیسی اور عمومی معاشی پالیسی کے مسائل سے ان حکومتوں کے قیام کے ساتھ ہی ان کی ریاستوں اور ان کے شرپوں

اس کے ذریعہ بھلی پھولتی میشون کو تباہ کر دیا گیا۔ عالیٰ بینک کی ان پالیسیوں پر عمل کرتے رہنے کا واحد مطلب معاشی خودکشی کا ارتکاب ہوا جس کا واحد نتیجہ پاکستانی معیشت اور پاکستانی ریاست کی تباہی کی صورت میں منتج ہو گا۔

☆ شری قوتون کو مرکزی ریاست کے مقابلے میں کھڑا گر کے مرکزی ریاست کو کمزور کرنا۔ خدمات کی فراہمی کے سارے نظام کو مرکزی حکومت سے لے کر مقامی شری حکومتوں کو سونپ دنا۔

☆ ڈبلیو نی او کے قوانین قبول کر کے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو یہ حق دنا کہ وہ SERVICES RESOURCES (DOMESTIC) کا بلا روک ٹوک استعمال کر سکیں۔

☆ ماحولیاتی قوانین کے نفاذ کے نام پر پانی، بجلی اور دوسری خدمات کا نظام ملٹی نیشنل کمپنیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ مقامی حکومتیں سرمایہ داری اور استعمار کی آلہ کار بن جائیں۔

☆ لوگوں کو سرمایہ داری کا حلقہ بگوش بنانے کے لیے "غربت مکاؤ" پروگرام فعالیٰ ادارے بنائے جائیں۔

☆ گلوبلائزیشن اور لوکالائزیشن کے نام پر ریاست کی مرکزی شکست و ریخت کے اس سارے عمل کو ایک نئے آئین کے ذریعہ تحفظ فراہم کیا جائے جس کو بدلتے کا اختیار کسی کو حاصل نہ ہو۔

ہماری مرکزی ریاست کو کمزور کرنے کے یہ تازہ منصوبے کوئی نئے منصوبے نہیں ہیں۔ ایسوں صدی میں انگریز نے بالکل اسی طرز پر پلے ہماری مرکزی ریاست کو کمزور اور بالآخر تباہ کیا تھا۔ ایسوں صدی کے نوابوں اور راجاووں کی پالیسیوں اور جوازوں کو مغل سلطنت کے مقابلے میں لا کھڑا کیا گیا تھا اور اس طرح انتظامی اختیارات مرکزی ریاست سے ان راجوڑوں اور ریاستوں کو منتقل ہونے لگے تھے۔ اسی طرح انگریز نے مرکزی ریاست کی اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی، دفاعی اور معاشی پالیسی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ان دونوں ذرائع سے اختیارات اصل میں انگریز کوئی منتقل ہو رہے تھے۔ تاریخ شاہیہ ہے کہ مرکزی ریاست سے اختیار چین کر نوابوں کو با اختیار بنانے کی حکمت عملی کے ذریعے اصل اختیارات ریاستوں کو منتقل نہیں ہوئے بلکہ استعمار کو منتقل ہوئے ہیں۔ اسی طرح آج پاکستانی ریاست سے اختیار چین کر مقامی سطح پر منتقل کرنے سے مقامی حکومتیں مضمبوط نہیں ہوں گی بلکہ یہ اختیارات اصل میں استعمار کو منتقل ہوں گے۔ جس کی بناء پر پاکستان کی ریاست استعمار کی خلافت کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔

ایک مضبوط پاکستان کیوں؟

ہم لوکائزیشن اور گلوبلائزیشن کے نام پر پاکستانی ریاست کو تباہ کرنے کے ان استعماری منصوبوں کو بکسر طور پر روکرتے ہیں۔ ہم پاکستان کو ایک

تحریکیں ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ استعمار کی گماشتہ این جی اوز کو حقوق نساں کی سب سے زیادہ غفرنگ ہے۔ جنل مشرف کی موجودہ حکومت اس معاملے میں استعمار کی کھلی حلیف ہے۔ اس نے آزادی نساں کی حاوی استعمار کی گماشتہ خواتین کو اپنی سیکورنی کونسل اور کابینہ میں شامل کیا ہے اور پیش آمدہ بدلیاتی انتقالات میں خواتین کی نشیں مخصوص کی ہیں۔ خواتین کو بازار و سیاست کی رونق بنا کر ہمارے معاشرے کی جزیں کھو کھلی کی جا رہی ہیں اور ہمیں استعمار کے لئے نوالہ تربیتیا جا رہا ہے۔ عورتوں کو سرمایہ کا غلام بنانے کے لیے اہم ترین پروگرام فیملی پلانگ اور عورتوں کی معاشرتی ترقی کے پروگرام ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ عورت مل بنتے سے انکار کر دے اور بازار میں عام اجتناس کی طرح اس کی بولی لگائی جائے تاکہ سرمایہ داری پاکستانی معاشرے میں اپنے اڑات گرے کر سکے۔

☆ دفاعی اور خارجہ پالیسی کے محاذ پر استعمار کی یہ کوشش ہے کہ پاکستان اپنا نو کلیر پروگرام ترک کر دے۔ پاکستان کو ایسی صلاحیتوں سے پاک علاقہ (NUCLEAR FREE ZONE) بنا دیا جائے۔ دفاعی اخراجات میں ہر سال مسلسل کمی کی جائے۔ جنل مشرف نے بندوستان کے دفاعی بجٹ میں تین فیصد اضافہ کے مقابلے میں پاکستانی بجٹ میں کٹوٹی کی ہے۔ فناش نامزد کے نام نگاروں کے مطابق جنل صاحب نے دفاعی بجٹ میں سے سات ارب روپیہ کاٹ کر اپنی غربت مناؤ مم کے لیے مختص کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ دراصل آئی ایف اور عالیٰ بینک کے ایجنسیے کے میں مطابق ہے۔ جس کا مقصد ریاست و معاشرت کی بیت کو تبدیل کرنا ہے۔

☆ چونکہ امریکا علاقہ میں چینی بالادستی کو کم کرنے کے لیے بھارت کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اس لیے استعمار پاکستان کی حکومت پر مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ کشمیر کے جماد سے دستبردار ہو جائے اور علاقہ میں بھارت کی بالادستی قبول کرے۔

☆ اس طرح امریکا چاہتا ہے کہ پاکستان جہاد افغانستان اور کسی ختم کی جلوی سرگرمیوں کی امانت میں ملوث نہ ہو۔ "دہشت گردی" (جہادی سرگرمیوں) کے خاتمے کے لیے امریکی کوششوں سے معاونت کرے۔ جہادی تحریکوں پر پابندی لگائی جائے، مساجد و مدارس سے جہاد کا درس ختم کر کے سرکاری اسلام کا پرچار کیا جائے جو امریکا کے لیے قابل قبول ہو۔

☆ پاکستان کو معاشی طور پر تباہ کرنے اور اسے استعمار کا بیان گزارہ بنانے کے لیے اسے آئی ایف اور ولہ بینک کی معاشی پالیسیوں کو اپنانے پر مجبور کیا جا رہا ہے، اس معاشی پالیسی کے اہم نکات یہ ہیں کہ آزاد مارکیٹ اور آزاد لو تجارت کے اصولوں کو قبول کر لیا جائے۔ ملکی املاقوں کو کوڑیوں کے دامن فروخت کر دیا جائے (اس کا نام پر ایجنسیزیشن ہے) معاشی پالیسی پر سے حکومت کا کنٹرول ختم کر دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالیٰ بینک کی آزاد معیشت کی پالیسیاں کسی بھی ملک کی معیشت کی تباہی کا سلسلہ ہیں۔ لاطینی امریکا اور افریقہ کے دیہیوں ممالک میں ان پالیسیوں پر عمل کیا گیا اور

----- ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری -----

اس مضمون میں تحریکات اسلامی کے کارکنان اور قائدین کی خدمت میں دو گزارشات پیش کی گئی ہیں۔

☆ تمام اسلامی جماعتیں مختلف طور پر بلدیاتی انتخابات کا بایکٹ کریں۔

☆ تمام اسلامی جماعتیں لوکائزیشن کے پروگرام کو اصولاً "رد کر کے مرکزی ریاست کو گزور بنانے کی اس استعماری چال کو ناکام بانیں۔

☆ تمام اسلامی جماعتیں نفاذ شریعت اور اعانت جماد کے دو نکالی پروگرام پر متفق ہو کر عوایی سماں کے ذریعہ ال دین کو محرك اور منظم کریں۔

ہم کمال کھڑے ہیں؟

۱۹۸۷ء میں جماعت اسلامی اور جمیعت علمائے پاکستان نے قوی اور صوبائی انتخابات کا بایکٹ کیا۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ ایک بالکل درست اور نہایت مفید فیصلہ تھا، اس کے تین بہت بڑے فائدے اصل ہوئے ہوئے۔

- اسلامی سیاسی قوتوں موجودہ مقندر سیاسی قوتوں سے الگ ہو گئیں۔ آج جب ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارا موجودہ نظام سیاسی اور معماشی نظام میں کوئی حصہ نہیں ہے تو اس بات کو جھٹانا مشکل ہو جاتا ہے۔ انقلاب کی کامیابی کی ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ نئی انقلابی قوتوں عوام کی نگاہ میں موجودہ نظام اقتدار میں ملوث نہ ہوں۔ صرف اسی صورت میں نئی انقلابی قوتوں سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک نیا نظام اقتدار مرتب کرنے کی الیں ہیں۔ ایرانی انقلاب اور تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ملیحہ میں یہی بنیادی فرق تھا کہ آیت اللہ شفیعی کی ۱۹۷۲ء سے جاری جدوجہد کے نتیجے میں ایرانی علماء شاہ کے نظام سے تقریباً یکسر کٹ گئے تھے۔ جب کہ پی این اے کی قیادت میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو مقندر طبقے کا جزو لاینک سمجھے جاتے تھے۔ ۱۹۹۰ء کے انقلابات کے بایکٹ کے نتیجے کے نتیجے میں آج ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں تحریک اسلامی ایران ۱۹۷۰ء کے اوائل میں تھیں۔ ۱۹۹۰ء کے بعد جماعت اسلامی پاکستان، جمیعت علمائے پاکستان، سپاہ صحابہ اور بہت سی دیوبندی تنظیموں نے ثابت کر دیا کہ اقتدار سے باہر رہ کر اسلامی قوتوں کو مجتمع کر کے حکومت پر موثر دباؤ ڈالا جاسکتا ہے۔ نوکلیش پروگرام، جملہ کشمیر اور افغان جماد کا تحفظ اس تھی وجہ سے ممکن ہوا کہ اسلامی قوتوں ریاستی اقتدار سے باہر منظم تھیں اور اپنی طاقت تحریک کرنے کے لیے اپنی ریاستی ذرائع کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اسلامی قوتوں ریاستی اقتدار میں ملوث ہوتی تو نہ MASS ORGANIZATION (MASS) ممکن ہو سکتی اور نہ

MASS MOBILIZATION

- ۱۹۹۰ء کے انقلابات کا بایکٹ کر کے ہم نے پہلی مرتبہ جماعتی سلیخ پر جمیعت کی حقیقت کا اور اسکا حاصل کیا۔ ۱۹۹۰ء سے جب جمیعت علمائے ہند قائم ہوئی، بر صیریت کی تمام اسلامی سیاسی جماعتوں نے (سوائے جماعت

مضبوط جمادی اور اسلامی ریاست بنا چاہتے ہیں

☆ جو جملہ افغانستان کی پشتیبان ہو

☆ کشمیر میں جمادی کی حمایت کرتی ہو

☆ استعمار کی ہر چال کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو

اس لیے کہ پاکستانی کوئی قوم نہیں ہے بلکہ پاکستانی ملت اسلامیہ کا ہراول دست ہے۔ پاکستان کو قوی ریاست بنا اور پاکستانیوں کو قوم بنا پاکستان کی تباہی کا سامان ہیں۔ گوبیا زریشن، لوکائزیشن، شری حکومتوں کا قیام وغیرہ یکور ازم کا جدید مظہر ہیں جبکہ پاکستان اور یکور ازم دو متنازع عمل ہیں جن کے طاپ کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کو ایک یکور قوی ریاست بنا کی تمام کوششیں پاکستان کو تباہ کرنے اور استعمار کی طفیلی ریاست بنا کی ذریعہ ہیں۔ اسرائیلی رہنمایین گوریان نے فلسطین کو نہیں، عربوں کو نہیں بلکہ پاکستان کو اسرائیل کا دشمن نمبر ایک قرار دیا تھا۔ استعمار کے دل میں جس طرح پاکستان کو تھلتا ہے کوئی اور ملک نہیں تھلتا۔ کیونکہ پاکستان یہود و ہندو کی راہ میں حائل ایک مضبوط چڑھا ہے۔

پاکستانی ریاست کو تباہ کرنے کے ان استعماری عوامی کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک عوایی تحریک (جس کی رہنمائی تھدہ اسلامی قیادت کرے) جلد از جلد پہنچ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس قیادت کا معماشی لائچہ عمل ان اصولوں پر مشتمل ہو۔

☆ غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی سے فوری انکار کر دیا جائے۔

☆ ایک جمادی معاشرت کا قیام جس کی بنیادی حکمت عملی دفائی پیداوار کے لیے مجموعی پیداوار میں انسانوں کو بنیادی کے طور پر استعمال کرنا ہو۔

☆ تمام مالی اداروں کو اسلامی و جمادی اصولوں کے ماتحت کرنا، آزاد زرعی پالیسی کا خاتمه اور سرمایہ کی گروش پر کڑی گمراہی کا قیام۔

☆ نہایت اجتماعی اور اقتصادی اصلاح کی ایجاد از جلد خود کفالت

ریاستی لائچہ عمل

☆ بلدیاتی انتخابات کا متفقہ اور شرح صدر کے ساتھ بایکٹ ہو

☆ جمیوری اداروں اور جمیوری عمل سے برات کا اعلان ہو

☆ اسلامی انقلاب کی عوایی سلیخ پر پیش بندی اور پیش رفت ہو

سماجی لائچہ عمل

☆ مسجد و مدرسہ کو عوایی سلیخ پر فعل بنا لیا جائے

☆ مسجد کی تھانہ پر بالادستی کو قائم کیا جائے

☆ حکومتی عمل داری سے آزاد مختصر دارالافتاء کا قیام کالائچہ عمل" میں کی گئی ہے۔"

☆ صلحی حکومتیں،
پاکستانی ریاست کے خلاف خطرناک سازش

(۱) صحت (۲) تعلیم (۳) تجارت و صنعت (۴) قانون (۵) رابطہ (۶) زراعت (۷) مالیات (۸) بجٹ اور منصوبہ بندی (۹) ماحولیات (۱۰) جسموری اداروں کا ارتقاء، تحریت سازی (۱۱) اطلاعات

- ڈسٹرکٹ حکومت ایک کاروباری ادارے کی طرح کام کرے گی، اس کے حاکم اجر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور عوام کو خریدار سمجھا جائے گا۔
- ہر دو شخص ڈسٹرکٹ تکمیل اور یونین کونسل کا ممبر منتخب ہو سکے گا جو ۱-۲۵ سال سے زائد عمر کا ہو۔ نادمندہ شہ ہو۔ ۳۔ کنگل ہو۔ ۴۔ مجرم یا مرا یافتہ نہ ہو۔

بیساکھ امیر جماعت اسلامی قاضی سین احمد نے کہا ہے کہ یہ ایکم خالصتاً غیر ملکی مشروں اور این جی اوز کی ترجیحات کی غماز ہے۔ استعمار کی خواہش ہے کہ عوام کی توجہ ملی اور نظریاتی مسائل سے ہٹ جائے اور اغراض کی سیاست پورے معاشرتی اور ریاستی نظام کو اپنی گرفت میں لے لے۔ یہ معاشرہ اور ریاست کو سیکولر بنانے کا نامیت کارکر طریقہ ہے۔ اس حکومتی نظام کے غماز کے نتیجے میں مقامی آبادیوں کو غرض کی بنیاد پر منظم اور متحرک کیا جائے گا۔ ہر شخص اور گروہ اپنے ملادی مخالفات کی جستجو کو اولت دے گا اور پورا معاشرہ اور پورا سیاسی نظام سرمایہ دارانہ ذہانت کو اپنالے گا۔ حاکم آجڑ ہوں اور حکومم خریدار۔ ظاہر ہے کہ جہاں سیاست کو اس طریقہ سے بازاری بنا دیا جائے وہاں نظریاتی جماعتوں کا کوئی مستقبل نہیں ہو سکتا اور انہیں کوئی عوایی پذیر ای محاصل نہیں ہو سکتی۔

اندوزیشا، ترکی اور ہندوستان کے دو صوبوں کرناٹک اور تامل ناڈو میں اس نویت کے بلدیاتی سیاسی اور انتظامی نظام کا تجربہ کیا گیا ہے۔ ہر جگہ اس کا نتیجہ یہ رہا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں، مغربی بینکوں اور عالمی شہ بازوں کی گرفت ان صوبوں اور شرکوں پر نمائیت سلکم ہو گئی ہے۔ جنکارڈ کا پورا شری تریل آب کا نظام ایک امریکی یہودی کمپنی کے قبضہ میں ہے۔ کرناٹک کی صوبائی حکومت اپنے اخراجات کا ۳۰ فیصد عالمی شہ بازاروں (BOND MARKETS) میں اپنے میوپل بانڈ بیچ کر پورے کرتی ہے۔ ترکی کے دو صوبے آئی ایف سے اپنے PRGRAMMES STRUCTURAL ADJUSTMENT میں کمی عوایی حکمت عملی سے اصولاً متصادم ہیں۔

ای نویت کی معاشری خود مختاری موجودہ پاکستان ڈیلوشن پروگرام میں تجویز کی گئی ہے۔ اگر یہ نافذ ہوتی ہے تو ڈسٹرکٹ اسیلی ASSEMBLIES DISTRICT کے اہل کاروں کا زیادہ وقت ملٹی نیشنل کمپنیوں اور مغربی بینکوں کی خوشیدہ کرتے گزرے گا۔ کیونکہ یہی ادارے وہ وسائل فراہم کر سکتے ہیں جو بلدیاتی اداروں اور ڈسٹرکٹ میوپل کمپنیوں کی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ اس نویت کی انتظامی تبدیلی کے بعد وفاقی اور صوبائی حکومتیں بتدریج وسائل کی فراہمی بھی کم کر دیں گی۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ایں جی اوز کی قوت بے اندازہ طور پر بڑھ جائے گی۔

اسلامی ہند) جسموری عمل کو MASS MOBILIZATION کا موڑ ترین ذریعہ قصور کیا ہے۔ ۱۹۹۷ء کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ جسموری عمل میں شمولیت کے ذریعہ رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جسموری عمل کو روک کر کے یہ وسیع تظییں اور وسیع عوایی پذیر ای اسلامی بنیادوں پر ممکن ہو سکتی ہے۔ آج بہت سے علماء اور زمانہ اس بات کے قائل ہیں اور سپاہ صحابہ اور تحریک احرار نے اصولاً "جسموریت" کو روک دیا ہے اور جمیعت علمائے اسلام میں بھی متعدد علماء جسموری عمل کے مضر ہونے کا برطا اظہار فرماتے ہیں۔

استمار اور اس کے پاکستانی طیف اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اسلامی قوتوں متحد ہو کر انقلابی سیاسی راہ اختیار کر رہی ہیں۔ اسلامی جماعتوں پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ وہ مرکزی حکومت میں شامل ہوں۔ میہشت کو کمکتی طیف پر اسلامیانے کی نہ موم سازش میں دینی مدارس اور تبلیغی جماعتوں کو ملوث کیا گیا ہے۔ بلدیاتی انتخابات اور لوکاڑیشن کا ایک اتم عنصر یہ ہے کہ اسلامی جماعتوں کو جسموری عمل میں دوبارہ ملوث کیا جائے۔ اگر استماری اور سیکور قوتوں اس میں کامیاب ہو گیں تو اسلامی جماعتوں کو ان کی موجودہ پوزیشن سے اس مقام پر پہنچنے دیں گی جہاں اسلامی جماعتوں ۱۹۷۸ء میں ضیاء حکومت میں شمولیت کے وقت کھڑی تھیں۔ یہ ہماری ایک بڑی ملت ہو گی اور ہم عوایی حمایت کو بیشیں گے اور عظیم وسعت پذیر تظییں کام اور عظیم عوایی پذیر ای کام مشکل سے مشکل تر ہو جائے گا۔

ڈیلوشن DEVOLUTION کیا ہے؟

پاکستانی ڈیلوشن منصوبہ، عالی استمار کے گلوبالریشن و لوکاڑیشن پروگرام کا حصہ ہے۔

لوکاڑیشن پروگرام کی حقیقت اور پاکستانی ریاست کو اس سے لاحق ہونے والے خطرات اس سلسلہ کے پسلے مضمون (ضلعی حکومتوں از علی محرومی) میں بیان کیا گئے ہیں۔ یہاں جزئی مشرف کی ڈیلوشن ایکم کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں۔

○ ریاستی اختوار کو چار سطحوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ وفاق، صوبہ، ڈسٹرکٹ اور یونین کونسل

○ رائے دہندگان کی عمر ۲۱ سال سے ۲۸ سال کرداری جائے گی۔

○ ہر ڈسٹرکٹ اسیلی ملی طور پر خود مختار ہو گی اور اس کے پاس آمنی حاصل کرنے کے اختیارات ہوں گے۔ ڈسٹرکٹ حکومت ملی طور پر خود کنٹرول بھائی چائے گی۔

○ ہر ڈسٹرکٹ اسیلی میں دو غیر مسلم ممبر ہوں گے۔

○ ہر ڈسٹرکٹ اسیلی اپنی ملینگہ مائینگ کمیٹی تکمیل دے گی آنکہ عوام حکومتی عوامل میں شامل کیے جائیں۔

○ ڈسٹرکٹ اسیلی کے تحت مندرجہ ذیل شبے ہوں گے

عصبیت کو بروئے کار لانے کے لیے قوی مہمات نہایت کارگر ہو سکتی ہیں۔ ہمیں اگلی ممکن غیر ممکن ترضیوں کی تخفیف کے لیے فور شروع کر دینی چاہیے۔ یہ قرضہ دسمبر ۲۰۰۰ء میں ری شیدول ہو گا۔ ہمیں ریاست پر زور ڈالنا چاہیے کہ وہ ترضیوں کو ری شیدول نہ کرے بلکہ ان کو REPUDATE (تفخیض) کرے۔ اس طرح عالمی سرمدیہ دارانہ گرفت کو کمزور کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اتحاد اسلامی کو قیادت کی سلیمانی مدد کی تحریک مدد و رکھا جائے بلکہ مساجد و مدارس کو بنیاد بنا کر ملکہ کی سلیمانی طالع رزق کی فراہمی کی ایکیں شروع کی جائیں۔ یہ اسی نوعیت کی ہوں جو دارالارام ملائیکہ، حزب اللہ بٹان اور جماعت اسلامی ہند مختلف اسلامی خطبوں میں چلا رہی ہیں۔ ان ایکیوں کی دو خصوصیات ہیں۔ یہ روحلانی ارتقاء اور سیاسی جدوجہد سے محروم ہوتی ہیں۔

۴۔ یہ سود اور شد کے بازار کا بدل پیش کرتی ہیں۔ ان کا مقصد تحریکات کے کارکنوں کو ملک طور پر خود کپیل بناتا ہے۔ جو لوگ تحریکات میں پابندی شامل نہیں ہیں ان کو ان ایکیوں میں شامل نہیں کیا جاتا۔ یہ معاشرتی صفت بندی کے کام کو روحلانی تطہیر کے کام اور سیاسی جدوجہد کے کام سے مریوط کرتی ہیں اور معاشرتی کام کو سوچل و رک بننے سے روکتی ہے۔ اغراض کی بنیاد پر عوامی تحریک MASS MOBILIZATION کو روکنے کا یہ موثر ذریعہ ہے۔

تحریکات اسلامی کو معاشرتی سلسلہ پر ایسے اوارے بنانے چاہئیں جو ریاستی اواروں پر پالادستی حاصل کر سکیں۔ جموروی اواروں میں شامل ہو کر یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پورے شرح صدر کے ساتھ جموروی اور دستوری عمل کو روک دینا ہے، کیونکہ جمورویت اور دستوریت ہی انتقام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اگر اسلامی جماعتوں نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا تو وہ یقیناً ناکام ہوں گی۔ اس کی دو وجہات ہیں۔

ایک یہ کہ جو لوگ اغراض کی بنیاد پر تحریک ہوتے ہیں وہ دینی قوت کی طرف فطرتاً "تجویز نہیں کرتے اور نہ اپنی مردمی کو اولیت کی بنا پر اسلامی جماعتوں کی طرف رجوع مدد ہو سکتے ہیں۔ مشرف کی ڈیلوشن کی ایکیں میں کوئی ایسی چیز نہیں جو عام قوم پرست، جاگیردار اور سرمدیہ دار افراد کو نئے نظام سے شمولیت سے روکتی ہو۔ یہی لوگ اہل غرض کے فطری نمائندے ہیں اور ان ہی غرض مندوں کو بھاری تعداد میں منتخب کیا جائے گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بر صیری کی اسلامی جماعتیں حضرت قطب العالم امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ کے فیض کا تسلیم ہے۔ حضرت عالیٰ صاحب ہمارے متنق علیہ شیخ الطائفہ ہیں۔ آپ کی دعاوں کا تجویز ہے کہ بر صیری کی تمام اسلامی جماعتیں حفظ جماعتیں ہیں۔ یہ سیکور نئام کو ملکم کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔ حضرت شیخ ایمر جادہ ۱۸۵۷ء تھے اور آپ نے بھی تحریک بپا فرمائی ہوئے ۱۸۵۰ء سے تک انگریز کی تمام دستوری اور

ڈیلوشن پاکستان تؤڑنے اور امریکا کی غلائی قبول کرنے کا پروگرام ہے، اس کے نتیجے میں وفاق کمزور ہو گا کیونکہ دینی اور نظریاتی بنیادوں پر لوگوں کو ملکم اور تحریک کرنے کے موقع محدود ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وفاق کے مالی مسائل بھی محدود ہوں گے اور وفاق کے اختیارات بھی کم کیے جائیں گے۔ ایک فعل اور جعلی خارج پالیسی کا تو ان حالات میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت کے پاس وہ وسائل ہی نہیں ہوں گے جن سے احالت جعلی ریاست کا دفاع ممکن ہو۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ عوامی تائید سے بھی محروم ہو جائے گی جو جعلی خارج پالیسی کو جاری رکھنے کے لیے ہموری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام تو اغراض کی سیاست کے مکمل اسیر ہو چکے ہوں گے اور اپنے نمائندوں پر مسلسل یہ زور ڈال رہے ہوں گے کہ ملنی نیچل اواروں اور مغلی بیکوں اور ساہبو کاروں سے اپنے سودے کریں جن سے بلدیاتی مسائل حل ہوں اور علاقہ میں خوشحال آئے۔

اگر اسلامی جماعتوں نے آئے والے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا تو وہ اپنا دینی تشخص کھو بیٹھیں گی۔ وہ عالمی سرمدیہ دارانہ نظام میں ملکی شمولیت کا اسلامی جواز فراہم کریں گی، ان کے کارکن حقوق اور اغراض کی سیاست کے آہ کار بن جائیں گے۔ وہ عوام سے قریبیں مانگنے کے قابل نہ رہیں گے۔ کیونکہ وہ تو خود غرضی، مطلب پرستی، حرص و حسد کو فروغ دینے والے بن جائیں گے۔ اسلامی کارکن دعویی کریں گے کہ ایم کیو ایم، مسلم لیگ اور بیجنیپارٹی ہم سے زیادہ اس بات کے اہل نہیں کہ عوام کے حقوق کا تحفظ کریں اور ان جماعتوں کی پر نسبت اسلامی جماعتیں ملنی نیچل کپنیوں، مغربی بیکوں اور آئی ایف کے ساتھ زیادہ بستر سودے کر کئے ہیں۔ یہ اسلام کو نفس پرستی کا ذریعہ بنانے کا عمل ہے۔ اگر ہم نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا تو ہم وہ تمام فوائد کھو دیں گے جو ہم نے ۱۹۹۷ء کے انتخابات کا پایہ کاٹ کر کے حاصل کیے تھے۔ اسلامی تحریکات آج سے میں سلیکیجے دھکیل دی جائیں گی۔

اسلامی جماعتیں کیا کر رہی ہیں؟

اس کی تفصیل یونس قادری کے مضمون غیر سیاسی دینی جماعتیں اور سیاسی جماعتوں والے مضمون میں بیش کی گئی ہے۔ اجلاساً تمیں یاتمیں عرض ہیں۔

۱۔ وقت کی اہم ترین ضرورت اسلامی جماعتوں میں اتحاد ہے۔ یہ اتحاد ایک دو ناقلتی پروگرام پر ہو۔ ایک یہ کہ فی الفور نفاذ شریعت اور دوسرا ناقلت جعلو۔ ۲۔ اس اتحاد میں اولاً "جمعیت علمائے پاکستان" جماعت اسلامی، جمیعت علمائے اسلام، تحریک احرار اور سپاہ حجاب شامل ہوں۔ کوشش کی جائے کہ ایک سل کے اندر دیگر تمام اسلامی جماعتیں بھی اس اتحاد میں شریک ہوں۔ ۳۔ یہ فی بی فی پر کامیاب ریفریڈم نے مابت کر دیا ہے کہ عوام کی اسلامی

اقوام متحده کے مقاصد اور چار ڈر پر ایک نظر

بعد یہ صلاحیت حاصل کر لینے والے ممالک کو بطور ائمہ قوت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس معاہدے میں نیز وہ نو پاور کو صرف پانچ بڑی قوت والے ملکوں کو دینے میں کیا حکمت ہے اور اس کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ تو اس سوال کے جواب دینے سے پانچ بڑی طاقتیوں سمیت دنیا بھر کے طوائفیت قاصر ہیں سوائے اس کے کہ وہ طاقت ور ہیں اور دنیا کے معاملات میں اپنی اجراء واری قائم رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی بات منوانے کی پوزیشن میں ہیں۔ اگرچہ ان کی بات انتہائی غلط ہو۔ حالانکہ یہ معاہدہ جنگ روکنے کے بالکل متعلق ہے کیونکہ یہ طرفہ قوت ہی جنگ کی دعوت دینے کا ذریعہ ہے۔ مثلاً ماضی قریب میں امریکہ نے افغانستان پر کروز میزاں کل پھیلے تو افغانستان کے پاس بھی اگر ایسے بھری جہاز اور اس طرح کے میزاں کل ہوتے تو امریکہ ہرگز ایسا شکر کرتا تو اس جارحیت کا سب صرف م مقابلہ کی کمزوری تھا۔ اس لیے جنگ روکنے کے لیے ہر ملک کے پاس ائمہ قوت موجود ہونا ضروری ہے تاکہ قوت کے توازن کی وجہ سے قاصد نہ آجائے جیسے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد بڑی قوتوں کے آپس میں براہ راست قاصد نہ آئے کی وجہ یہی ہے کہ ہر ایک کے پاس ائمہ تھیار کے ابصار ہیں۔

حقوق انسانی چار ڈر اور اسلام

اقوام متحده کے حقوق انسانی چار ڈر اسلام کے نصوص کے صرع خلاف ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں
 چار ڈر دفعہ نمبر ۱: تمام انسان تکریم میں برابر ہیں
 اسلام: قرآن مجید میں ہے۔ ترجمہ: "بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اکرام کا مستحق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔" تو معلوم ہوا کہ اسلام میں مت حق اور غیر مت حق تکریم میں برابر نہیں۔
 چار ڈر دفعہ نمبر ۲: غلامی اور غلامی کی تجارت اپنی تمام صورتوں میں منوع ہو گی۔

اسلام: غیر مسلم اقوام کے وہ افراد جو غالباً اسلام دشمنی کی بنا پر مسلمانوں سے بر سریکار ہوں اور معرکہ جماد میں پکڑے جائیں تو وہ از روئے شریعت غلام ہیں، ان کی تجارت بالکل جائز ہے اور ان غلاموں سے اسلام کے بے شمار مسائل و فضائل وابستہ ہیں جو قرآن و حدیث میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔

اقوام متحده کے مقاصد میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں جنگ روکنا اور امن آشی کی فضا پیدا کرنا وغیرہ، یہ خوشنما عنادوں صرف لوگوں کو ورغلانے کے لیے استعمال کے گئے ہیں۔ درحقیقت بات یہ تھی کہ دوسری جنگ عظیم میں چھ سال مسلسل بڑی طاقتیں نے اتحادی ممالک سمیت کرائے کے سپاہیوں اور جاہ کن اسلحہ کے ذریعہ سے انسانیت کو بربادی کا پیغام دیتی رہی بالآخر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایتم بم گرا کر قیامت صفری بپاکر کے قاصد کو ختم کیا۔ اس کے بعد دوسری جنگ عظیم کے فاتحین (ظالمین) نے اپنی فرعونیت کو برقرار رکھنے اور پوزیشن کو مزید مخصوص کرنے کے لیے ایک عظیم کی ضرورت محسوس کی تو اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے "اقوام متحده" کی عظمیں ہتھی۔ اس وجہ سے انہوں نے "وہ نو پاور" کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور یوم تاسیس سے امروز تک اقوام متحده کو اسی مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

اقوام متحده کا قانون ہے کہ اس کے ارکان میں پانچ بڑی طاغوتی ممالک یعنی امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین سلامتی کو نسل کے مستقل ممبر ہوں گے اور انہی کو "وہ نو پاور" کا حق حاصل ہو گا۔ وہ نو پاور کے معنی ہیں فیصلہ کن انکار کی قوت یعنی ان ممالک میں سے اگر کوئی ملک کسی قرارداد کے خلاف ووٹ دے دے تو اسے منظور نہیں کیا جا سکتا۔ یا بالغاظ دیگر وہ نو پاور کا مقصود یہ ہے کہ اگر دنیا کی تمام اقوام مل کر کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں لیکن ان پانچ ملکوں میں سے ایک انکار کرے تو پوری دنیا کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ گویا یہ پانچ مستقل ممبر دنیا کے کلی طور پر حکمران ہیں۔ سب قومیں ان کی یہ غنائم ہیں۔ وہ نو پاور کا حق اکثر اسلامی ممالک کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک عالم اسلام کا کوئی مسئلہ اقوام متحده کے ذریعہ حل نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے سیاسی مسائل میں روز افزون اشادہ ہو رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بھی پانچ بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ افسوس کا مقام ہے کہ آج اسلامی ممالک نے بھی اقوام متحده کے پانچ غاصبوں کے وہ نو پاور کو تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے سپریا پور ہونے کا عملی طور پر انکار کر دیا ہے۔

اقوام متحده کی سلامتی کو نسل کے مستقل ارکان نے ۱۹۹۸ء میں ایتم کے عدم پھیلاؤ کے عنوان سے ایک معاہدے پر دھخدا کیے جس کو این پیٹی کما جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن ممالک نے ۱۹۹۸ء سے قبل ائمہ قوت حاصل کی ہے صرف انہی کو ائمہ قوت تسلیم کیا جائے گا۔ اس کے

حرام ہے بلکہ اس کی بیاندارت و شورائیت پر ہوگی جس میں عوام کا انعام کی رائے کا کوئی اختبار نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی معین و قدر ہے بلکہ امیر کا انتخاب غیر معین وقت کے لیے صائب رائے افراد کریں گے۔

چارز دفعہ نمبر ۲۵ (۲) : میں اور بچے کو خصوصی توجہ اور مرد کا حق حاصل ہے، تمام بچے خواہ شادی کے نتیجے میں پیدا ہوں یا بغیر شادی کے پیدا ہوں، یکساں سماں تھنٹے سے بہرہ ور ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

اسلام: کسی عورت کو بغیر شادی کے بچے پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو اسی اسلامی حدود کے تحت سزا ملے گی۔ ایسی بدکاری عورت کو اسلام کوئی تحفظ فراہم نہیں کرتا۔

چارز دفعہ نمبر ۲۶ (۱) : ہر شخص کو آزادان طور پر معاشرے کی شافعی زندگی میں حصہ لینے، فون لٹیفہ (صوری، رقصی، موسمی) سے خدا اخنانے....

.. کا حق حاصل ہے۔

اسلام: اسلام میں صوری، رقصی اور موسمی حرام ہونے کی وجہ سے ان سے خدا اخنانے کا کوئی حق کسی کو حاصل نہیں بلکہ یہ افعال قطعی منوع ہیں۔ کرنے والے تحریر کے مستحق ہوں گے۔

قاری محمد اشرف خان ماجد انتقال کر گئے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صدر دامت برکاتہم کے فرزند اور مولانا زاہد الرashدی کے چھوٹے بھائی قاری محمد اشرف خان ماجد گزشتہ روز گھر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیه راجعون۔ ان کی عمر ۳۸ برس تھی اور وہ ایک عرصہ سے گروہ کی بیماری میں بجا تھے۔ گزشتہ جمعہ کو انہیں تکلیف زیادہ ہونے پر لاہور میوہ ہبھتال میں لے جایا گیا جہاں وہ نصف شب کو انتقال کر گئے۔

قاری محمد اشرف خان ماجد مدرسہ تجوید القرآن گھر میں قرآن کریم کی تدریس کی خدمات سراجیم دے رہے تھے اور جمیعت علماء اسلام اور جہلوی تحریکات کے پروگرام میں ول پیسی کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ ان کی تماز جتازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صدر نے پڑھائی جس میں علاقہ بھر کے سرکردہ علماء کرام، دینی کارکنوں اور شریروں کی بھاری تعداد نے شرکت کی اور اس کے بعد انہیں گھر کے قبرستان میں والدہ مرحومہ کے قریب پر دھاک کر دیا گیا۔ پاکستان شریعت کو نسل کے مرکزی امیر حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی، صوبائی امیر قاری سعید الرحمن اور سیکھی جzel مولانا قاری جیل الرحمن اختر نے مرحوم کی وفات پر گرے رنج و فم کا اعلان کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث اور مولانا راشدی سے تعزیت کی ہے اور مرحوم کی مغفرت اور بلندی و درجات کے لیے دعا کی ہے۔

چارز دفعہ نمبر ۵: کسی شخص کو تشدد اور ظلم کا نشان نہیں ہاتا جائے گا اور کسی شخص کے ساتھ غیر انسانی اور ذات آمیز سلوک نہیں کیا جائے گا یا ایسی سزا نہیں دی جائے گی۔

اسلام: چور کا باتحق، اور ڈاکو کا ایک باتحق ایک پاؤں کاٹنا، شادی شدہ زبانی کو سلکار کرنا، قتل عمر میں قاتل کو قصاصاً "قتل کرنا، شریانی اور قاذف کو شریعت کی طرف سے معین کوڑے لگاتا اور اس حرم کے دیگر حدود جو شریعت نے مقرر کیے ہیں ان سب کا نفاذ اسلامی حکومت پر ضروری ہے۔

چارز دفعہ نمبر ۱۶: پوری عمر کی مردوں اور عورتوں کو نسل، قومیت یا مذہب کی کسی تحدید کے بغیر باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ شادی دوران شادی اور اس کی تینیخ کے سلسلے میں وہ مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

اسلام: مسلمان مرد کو صرف مسلمان عورت یا اکتبی عورت سے شادی کرنا اور مسلمان عورت کو صرف مسلمان مرد سے نکاح کرنا جائز ہے ہیں۔ نیز تینیخ نکاح جس کو شریعت کی اصطلاح میں طلاق کہا جاتا ہے کا حق صرف مرد کو حاصل ہے، عورت کو ہرگز حاصل نہیں۔

چارز دفعہ نمبر ۱۸: ہر شخص کو آزادی خیال، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے۔

اسلام: اتنی آزادی خیالی اور آزادی ضمیر منوع ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مقدس کتابوں اور اس کے پاک فرشتوں اور اس کے محصول انبیاء اور صحابہ کرام کی توبیہ و تعمید تک بات پہنچے۔ نعمۃ بالله منح۔ نیز مسلمان کو اسلام پھیلاؤ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرنے کی کوئی سمجھائش نہیں۔ خداخوات اگر کوئی مسلمان مرد ہو جائے تو سمجھانے پر بھی باز نہیں آتا تو فرمان نبوی کے مطابق اسے قتل کیا جائے گا۔

چارز دفعہ نمبر ۱۹: ہر شخص کو آزادی رائے اور آزادی اطمینان کا حق حاصل ہے۔

اسلام: ایسی تقریر و تحریر قطعاً منوع ہے جس سے آکثریت کے جذبات بمحروم ہوتے ہوں اور اسیں دسکون غارت ہوتا ہو۔ نیز اسلامی ریاست میں غیر مسلم کو یہ اجازت نہیں کہ وہ مسلمانوں کو کفر کی دعوت دے کر مرد ہنائے۔

چارز دفعہ نمبر ۲۱ (۱) : ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ براہ راست یا آزادی سے منتخب نمائندوں کے ذریعے اپنے ملک کی حکومت میں حصہ لے اسلام: اسلامی ریاست میں غیر مسلم کو کلیدی عمدہ و منصب پر فائز کرنا جائز نہیں ہے البتہ توکری و مزدوری کر سکتا ہے۔

چارز دفعہ نمبر ۲۱ (۲) : عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی و قلق و قلق سے اور ایسے صحیح انتقالات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عالم گیر اور مساوی رائے دیندی گی پر بھی ہوگی۔

اسلام: اسلامی ریاست کی بنیاد مغرب سے درآمد شدہ جسموریت پر رکھنا

مسلم ممالک کا تجارتی بلاک قائم کیا جائے

کہا ہے کہ ابو سیاف نے مارچ میں بایسلان کے ۲ اسکوں سے ۵۰ افراد کو
یر غل بنا لیا تھا جن میں دو استانیاں بھی شامل ہیں۔ جن میں سے اب تک
ہاڑ طلبہ کو فوج رہا کر اچکی ہے جبکہ ۶ فوجی آپریشن کے دوران قتل کر دیے
گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۷ جون ۲۰۰۰ء)

بابری مسجد شہید کرنے والا مسلمان ہو گیا

کراچی (پ) بابری مسجد کو شہید کرنے والے ہزاروں اتنا پند اور جتوں
ہندوؤں کے لشکر کی قیادت کرنے والے بجنگ دل کے کمانڈر انجیف
شیوپر ساوے اسلام قبول کر لیا ہے اور اس کا اسلامی ہم مر مصطفیٰ رکھا گیا
ہے۔ پابنان مارات کے آر گناہنر ارسلان ہاشمی کو نو مسلم مر مصطفیٰ نے
ہتھیا کہ بابری مسجد کو شہید کرنے کی کارروائی کے دوران جو لوگ سب سے
پہلے مسجد کے گنبد پر چڑھے وہ "شیوینا" کے کارکن تھے اور شیوپر ساوے
ان کے دلوں میں مسجد کو چڑھ کرنے کے لیے جون کی حد تک آگ لگا دی
تھی۔ جب بابری مسجد کامیاب گرنے لگا تو شیوینا کا کہنا ہے کہ ہم نے جسے
رام کے زوردار نفرے لگائے اور بھیجن گائے اور میں تو خوشی سے پاک
ہو گیا۔ شیوپر ساوے ارسلان ہاشمی کو ہتھیا کہ اب تو اس واقعہ کو سات برس
سے زائد کا عرصہ گزرا گیا ہے اور میں الحمد للہ مسلمان ہو گیا ہوں لیکن جیسے
ہی میثار گرا اور جو خوشی اور مسرت حاصل ہوئی وہ چند دنوں بعد ہی کافور
ہو گئی۔ میرے رُگ و پے میں ایک انجلانے خوف کی لبرد وڑنے لگی، میں
ایک عجیب و غریب پریشانی کا شکار ہو گیا۔ میرا ضمیر مجھے مامت کرنے لگا۔
میں ذہنی خلشار میں جھاڑپنے لگا اور جلد ہی مجھے اس احساس نے آن دوچا
کہ میں نے شاید کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اس کی حلائی اب ممکن نہیں۔
شاید میں دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کا دل دکھانے والی کارروائی کا بہب بنا
ہوں۔ اب اگر میں کتنے ہی جنم لوں، کتنے ہی اشنان کروں، میرا وجود اس
گناہ سے اتنا بدیلوار ہو گیا ہے کہ اب پاک ہونا میرے لیے ممکن نہیں۔
میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ہندوستان میں نہیں رہوں گا۔ شاید یہاں سے
دور ہو کر مجھے کھویا ہوا سکون مل جائے۔ بالآخر میں شارچہ پہنچ گیا۔ یہاں
مجھے تو کری مل گئی لیکن میری بے چینی بڑھتی گئی۔ بالآخر میں نے سوچ مجھے
کہ ایک فیصلہ کیا اور پھر میرے قدم کچھ روز قبل مسجد کی جانب اٹھ گئے
اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نیٹھے سے میرا وجود بہکا ہو گیا اور گناہوں

کو الالپور (اے ایف پی) اسلامی کافرنیس کے سیکڑی جزل عز الدین
لارائی نے کہا ہے کہ اسلامی کافرنیس کے رکن ممالک کو محض مشترک
نہ ہب پر اکتفا کرنے سے آگے بڑھنا چاہیے ہو وقت کی اشد ضرورت ہے۔
انہوں نے مسلمان ممالک کا تجارتی بلاک قائم کرنے کی ضرورت پر زور
دیا۔ اے ایف پی سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسلمانوں
کے کچھ مشترکہ مفاہوات بھی ہونے چاہئیں۔ ان کے درمیان اقتصادی اور
تجارتی شعبوں میں تعاون سے اتحاد بھی بڑھے گا۔ انہوں نے اسلامی ممالک
کو خبردار کیا کہ غالب نویت کے عالی اقتصادی بلاکوں کا قیام اسلامی ملکوں پر
منفی اثرات مرتب کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پسند کریں نہ کریں ہمیں
مسلم بلاک کے تصور پر قائم رہتا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اقتصادی اور
تجارتی تعاون سے فائدہ کا حصول اسلامی کافرنیس تنظیم کے تحفظ کے لیے
نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ اسلامی کافرنیس تنظیم کمزور ہے
مگر اتحاد میں بہرحال ایک قوت پائی جاتی ہے اور مسلمان ممالک کو بہرحال
تعاون اور بیکھتی کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ انہوں نے اسلامی مشترکہ منڈی کے
قیام کے لیے اقدامات پر زور دیا۔ ہتھیا گیا ہے کہ اسلامی ممالک کے وزراء
خارجہ کے اجلاس میں جمع کے روز جس قرارداد کے مسودے پر غور کیا اس
میں اسلامی مشترکہ منڈی کے قیام کے لیے مسلمان ملکوں میں اقتصادی
روابط پر زور دیا گیا ہے۔ مسودہ قرارداد پر معیشت کی عالمگیریت کے حقی
اثرات کو کم سے کم کرنے کے لیے موثر حکمت عملی اپنانے پر بھی زور دیا
گیا۔ اور اس بات پر زور دیا گیا کہ اس کے فائدہ تمام ممبر ملکوں کے لیے
یکساں طور پر ہنچنے چاہئیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور کم جولائی ۲۰۰۰ء)

فلپائنی مجاہدین کا مطالبہ

میلا (اے ایف پی) فلپائن میں محکم مسلمان تنظیم "ابو سیاف" نے دو
استانیوں کی رہائی کے بدالے صوبہ سولو کے مقامی سکوں میں غیر اسلامی
اقدار ختم کرنے اور زیادہ سے زیادہ مسلمان استانیہ بھرتی کرنے کا مطالبہ کیا
ہے۔ ابو سیاف کے ایک سینٹر رہنما دولان سائیرون نے سکوں پر واژوں
سے کہا ہے کہ تمام مسلمان طالبات کو نقاب پہنچانا جائے۔ جبکہ کرس
پارٹیاں اور ہائی سکول میں ڈانس کی کالاسوں کو ختم کیا جائے۔ سرکاری فوج
کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے ان مطالبات پر فوری عملدرآمد کے لیے

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲ جولائی ۲۰۰۰ء)

آزاد فلسطینی ریاست کا اعلان

تبلوں (کے پی آئی) فلسطین کے صدر یا سر عرفات نے آزاد فلسطین ریاست کے قیام کا اعلان چند ہفتوں میں کرنے کے عزم کا اعلان کرتے ہوئے عالی برادری پر زور دیا ہے کہ وہ اسرائیل کو بیت المقدس غزوہ اور مغربی کنارے کا علاقہ خالی کرنے پر مجبور کرے۔ یہاں فلسطینیوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یا سر عرفات نے کہا ہے کہ فلسطینی ملکت کے قیام کا اعلان آئندہ چند ہفتوں میں کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ چند ہفتے ہمارے لیے بڑے اہم ہیں۔ اگر فریقین کی سمجھوتے پر نہ بھی پہنچے تو فلسطینی ملکت کے قیام کا اعلان کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اسرائیل مشرقی بیت المقدس اور غزہ سیت مغربی کنارے کا علاقہ اس طرح خالی کر دے جس طرح اس نے صحرائے سینا کا علاقہ خالی کیا ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲ جون ۲۰۰۰ء)

اندونیشیا میں مسلم مسیحی فسادات

جکارتہ (آن لائن) اندونیشیا یعنی مسلم فسادات کا خوفی سلسہ جاری ہے اور دونوں مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان تازہ جھپٹوں میں نو افراد ہاگ ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق تازہ جھپٹوں کا مرکز ملکو جزاں کا مرکزی شرکیوں ہے جہاں یہاں میساوں نے مسلم آبادی پر حملہ کر کے نو مسلم باشندوں کو ہلاک کر دیا، یعنی شہدین اور علاقے کے رہائیوں کے مطابق شرکے مختلف علاقوں میں فائزگ کا سلسہ جاری ہے جبکہ شرکیوں ایک چرچ کو نذر آتش کر دیا گیا ہے۔ ایک نوایی علاقے تاک میں دونوں فریقیوں نے ایک دوسرے کے کئی مکان جلا ڈالے۔ ایک غیر ملکی خبر رسائی ادارے نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ اندونیشیائی فوج نے بھی ملکو جزاں میں مارشل لاء کے غاز کے مطالبے کی حمایت کر دی ہے کیونکہ امن و ممان کی صورت حال دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے تاہم صدر عبد الرحمن واحد مارشل لاء کے غاز کی مخالفت کر رہے ہیں۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲ جون ۲۰۰۰ء)

بھارتی مسلمانوں پر تشدد

تی دہلی (این این آئی) جمیعت العلماء ہند نے کہا ہے کہ بھارت میں اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں اور ان کی عبادت گاہوں کو پر تشدد حملوں کا شانہ بنایا جا رہا ہے۔ جمیعت کے صدر مولانا یید احمد مدنی نے مخالفوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ راجستان مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال میں مسلمانوں کا قافیہ حیات بخک کرنے کے لیے عبادت گاہوں پر حکومتی کنٹرول کے تباہ قانون سے مسلمانوں میں اشتغال پایا جاتا ہے اور ان میں اپنے

کا بھاری بوجھا میرے سر سے اتر گیا ہے۔ نو مسلم محظی مصطفیٰ نے بتایا کہ ہاضمی میں میرے طرز عمل سے اور میری کاروائیوں سے مسلمانوں کو جو دکھ رنج اور صدمہ پہنچا ہے دنیا بھر کے مسلمانوں کی جو دل آزاری ہوئی ہے میں اس پر شرمende ہوں، نادم ہوں اور اللہ رب العزت اور مسلمانوں سے معاف اور رحمت کا طلب گار ہوں۔ میں اپنے سابت نہب کے تمام یہود کاروں اور ہندو دوستوں سے ایکل کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں سے تعصب چھوڑ دیں۔ میں پاسان کی دعوت پر بہت جلد پاکستان آنا چاہتا ہوں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ جولائی ۲۰۰۰ء)

ادارہ علوم اسلام آباد کا اعزاز

اسلام آباد (اصف رپورٹ) وفاقی دارالحکومت کے نوایی علاقے بھارہ کو نول پلازہ مری روڈ پر واقع دینی مدرسے ادارہ علوم اسلامی کے دو طلبے نے فیڈرل بورڈ کے حالیہ امتحان برائے میزراں میں دوسرا اور تیسرا پوزیشن حاصل کر کے اس تاشرکی فنی کر دی کہ دینی مدارس میں فرقہ داریت یا دشمنت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ادارے کے دو طلبے حافظ جنید خان اور حافظ محمد اعظم نے فیڈرل بورڈ میں پوزیشن حاصل کی جبکہ مجموعی طور پر ادارہ علوم اسلامی کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ گزشتہ روز ادارہ علوم اسلامی میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں روزنامہ اوصاف کے ایڈٹر ہامد میر سہماں خصوصی تھے۔ انہوں نے ادارے کے مختلف شعبوں کا دورہ کیا اور طلبہ کو بیک وقت دینی علوم اور عصری علوم کی تعلیم حاصل کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے حافظ جنید خان اور حافظ محمد اعظم سے ملاقات کی اور ادارے میں لے جانے والے امتحانات کے دوران ان کے انگریزی کے پڑچے چیک کیے۔ دونوں طلبہ کی انگریزی کی پرائیوریت انگلش میڈیم سکولوں کے طلبہ سے بہتر تھی۔ بعد ازاں ایک خصوصی تقریب ہوئی جس میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے ہامد میر نے کہا کہ دینی مدارس کے طلبہ کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ عالم اسلام کے خلاف اکثر سازشیں انگریزی میں ہوتی ہیں لہذا ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگریزی اور دیگر مغربی زبانوں پر عبور رکھنے والے علماء اسلام کا پیغام یورپ و امریکہ میں بڑی آسلامی سے پھیلا سکتے ہیں۔ ہامد میر نے کہا کہ اسلام کو جہاد کے بغیر غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں بندوق کے ساتھ ساتھ قلم اور زبان سے بھی جہاد کرنا ہے اور دنیا کو بتانا ہے کہ جہاد قلم کے خلاف مراجحت کا نام ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہادی کروار کے ساتھ ساتھ سوچ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ فرقہ داریت سے دور رہیں تو وہ معاشرے کے لیے اعلیٰ کروار کا نمونہ بن سکتے ہیں۔ تقریب سے ادارے کے سربراہ مولانا فیض الرحمن عثمانی نے بھی خطاب کیا جبکہ مولانا شریف ہزاروی نے دعا کروائی۔

رہے۔ اس بارے میں قانون سازی کی سفارش کی گئی ہے۔ کونسل کی حصی رپورٹ میں معاشرے میں منشیات اور چرس اور سگریٹ نوٹی کے رجحان پر قابو پانے کے لیے بھی قانون سازی کرنے کے لیے سفارش کی گئی ہے۔ منشیات بنانے والی فیکٹریاں چلانے والوں کی جانبی اور ضبط کی جائے، وہاں کام کرنے والے کاری گروں کو قید، جسمانے اور کوڑوں کی سزا دینے کے لیے قانون بنایا جائے۔ ۲۵ سال سے کم عمر کے تعلیمی اداروں میں کٹنیں پر سگریٹ فروخت کرنے والے تھیکے داروں کے تھیکے منسوج کر کے زر خاتم اور ایساوں کو ضبط کر لیا جائے۔ علاوه ازیں دفاتر اور پلیک مقامات پر سگریٹ نوٹی پر پابندی عائد کی جائی چاہیے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ جون ۲۰۰۰ء)

شمال آریزینڈ کے کیتو لوک اور پروٹشت فرقوں میں ایک مرتبہ پھر کشیدگی

ڈبلن (آن لائن) شمال آریزینڈ میں پروٹشت اور کیتو لوک فرقوں کے درمیان ایک بار پھر شدید کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ کشیدگی برطانیہ کے حادی پروٹشت کی طرف سے مارچ کرنے کے فعلے کے بعد پیدا ہوئی کوئک مارچ کے شرکاء کیتو لوک آبادی والے علاقے سے گزرا چاہتے تھے۔ دونوں گروپوں میں کئی جنگلوں پر شدید جھڑپیں ہوتی ہیں، حکومت نے کشیدگی کم کرنے کے لیے علاقے میں پولیس تعینات کر دی ہے۔ گزشتہ سالوں میں اس علاقے میں کئی مرتبہ شدید جھڑپیں ہو چکی ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ جولائی ۲۰۰۰ء)

انڈونیشیا میں امریکی سفارت خانے کے سامنے مسلمان طالبات کا احتجاجی مظاہرہ

بکارتہ (این این آئی) انڈونیشیا کے دارالحکومت بکارتہ میں مسلمان طالبات نے امریکی سفارت خانے کے سامنے ایک بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے میں شریک پرہ لشین لڑکوں نے انڈونیشیا میں ہونے والے مسلم یہاںی فیادوں میں امریکہ کے مقنی کو دار کی ذمہ کرتے ہوئے امریکہ اور صدر کلشن کے خلاف نجرے لگائے اور امریکہ سے اپنی نفرت کا اعلان کیا۔ طالبات نے ہاتھوں میں امریکہ مخالف نعروں والے بیسرا اور پوسٹر اخبار کے تھے۔ اس موقع پر امریکی سفارت خانے کے گرد سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ جولائی ۲۰۰۰ء)

امریکی ریاست ور مونٹ نے ہم جس پرست جوڑوں کو عام شادی شدگان جیسے حقوق دے دیے نیوارک (اے ایف پی) امریکہ کی ریاست ور مونٹ کی انتظامیہ نے ایک

حقوق کے تحفظ کا احساس اجاگر ہو رہا ہے۔ انہوں نے کماکہ مسلم دینی پر مبنی رویے کی وجہ سے ہی بیکالی بولنے والے مسلمانوں کو بیکالی دینی قرار دیتے ہوئے انہیں ملک سے نکالنے کی کاروائیاں جاری ہیں۔ جمیعت العلماء ہند کے صدر نے مطالبہ کیا کہ اقیتوں اور ان کی عیادت گاؤں پر انتہا پسند ہندو تنخیلوں کے حملوں اور دوسری تحریکی سرگرمیوں کی عدالتی تحقیقات کرائی جائیں کیونکہ واچپالی حکومت اقیتوں پر ہونے والے پر تشدد حملوں کی غیر جائز ادائیت تحقیق و تفتیش کرائے تو بھارت میں فرقہ واران حالات خراب کرنے کے مرتعکب عناصر بے نقاب کیے جاسکتے ہیں۔ سید احمد مدنی نے اعلان کیا کہ کیم جولائی کو جمیعت مجلس علمہ کے اہم اجلاس میں مسلمانوں کے خلاف حملوں اور مسلمانوں کو عذگ کرنے کے امتیازی قوانین پر غور کرتے ہوئے آئندہ حکومت عملی ترتیب دی جائے گی۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، کیم جون ۲۰۰۰ء)

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات

اسلام آباد (کے پی آئی) اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ ملک بھر میں ایسے علاقوں، شہروں اور قصبوں کو ترقیاتی منصوبوں کے حوالے سے ترجیح دی جائے جہاں کی آبادی کی اکثریت نماز کی پابندی کرتی ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری ملازمتوں اور ترقی کے لیے نماز کی پابندی کرنے والے ملازمین کو ترجیح دی جائے اور اگر کوئی سرکاری ملازم نماز کی پابندی نہ کرے اسے وارنگ دیئے، جنماد کرنے اور پھر بھی نماز کی پابندی نہ کرنے پر اسے ملزمت سے بر طرف کر دینے کا قانون بنایا جائے۔ یہ سفارشات نظریاتی کونسل کی تیار کردہ حقیقی رپورٹ میں کی گئی ہیں۔ رپورٹ میں سرکاری دفاتر میں سادگی اپنانے سے متعلق سفارشات کی گئی ہیں کہ یوروکی کے افسروں کے دفاتر میں غیر ضرور فرنچیز اور آرائش نہ کی جائے اور انہیں بڑی بڑی محل نمائیوں کی بجائے چھ چھ سو گز کے مکانات میں رہائش فراہم کی جائے۔ رپورٹ میں سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کی کم از کم اجرت ایک تسلی سونے کی قیمت کے مساوی مقرر کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ یہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ ملک میں علم و تحقیق اور معاشرے کی فکری رہنمائی کرنے والے اسکار اور دیگر افراد کی حوصلہ افزائی کے لیے انہیں گولڈ میڈل اور ملک میں صوبائی عصیت، نہیں مخالفت فتح کرنے والے افراد کو ستارہ امتیاز اور وی آئی پی الیوارڈ دیا جائے۔ حتیٰ رپورٹ میں ہر دوں ملک پاکستانی سفارت خانوں میں کرشل، پرلس ایشی کے ساتھ ساتھ اسلامی امور کے وزیر کی بھی آسامیاں پیدا کرنے کی سفارش کی گئی ہے اور اس پر عالم دین کی تقریبی کی جائے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت مغلی معاشرے کی نوٹ پھوٹ کے عمل کو نظریں رکھ کر ملک میں ایسے اقدامات کرے کہ ملک میں مغربیت اور حدیث کے خلاف مظلوم مم کے نتیجہ میں معاشرہ ایسے نظریات سے دور

ضم کی مداخلت قبول نہیں کی جائے گی اور اگر حکومت نے اس سلسلہ میں کوئی پروگرام زبردستی مسلط کرنے کی تو اس کی پوری قوت کے ساتھ مزاحمت کی جائے گی۔ مرکزی رابطہ کمیٹی کا اجلاس گزشتہ روز جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں دارالعلوم تھانیہ اکوڑہ خلک کے ممتمم مولانا سمیح الحق کی دعوت پر منعقد ہوا جس کی صدارت جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے ممتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد نے کی۔ اجلاس میں مولانا زاہد الرشیدی گورنمنٹ، مولانا زروی خان کراچی، مولانا ارشد عبید لاهور، مولانا سعید یوسف خان آزاد کشمیر، مولانا قاری سعید الرحمن راولپنڈی، مولانا شیر علی شاہ اکوڑہ خلک، مولانا انوار الحق اکوڑہ خلک، قاضی عبد اللطیف کراچی، مولانا سعید یوسف شاہ، مولانا مقتحم اللہ کراچی اور دیگر جید علماء نے شرکت کی۔ سربراہی اجلاس کی جگہ کے تعین اور رہنماؤں سے رابطہ کا اختیار مولانا سمیح الحق کو دے دیا گیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاهور ۳ جولائی ۲۰۰۰ء)

قانون نافذ کیا ہے جس کے تحت ہم جس پرست جوڑوں کو وہی سوتیں دی جائیں گی جو عام شادی شدہ جوڑوں کو دی گئی ہیں۔ نئے قانون کی رو سے ہم جس پرست کو شادی شدگان بھی حقوق اور فوائد حاصل ہوں گے۔ نئے تباہی بل کے مخالفین ریاستی اسکلی میں بحث کے دوران میں کی منظوری روکنے میں ناکام رہے۔ ہم جس پرستوں کو یوین میں بنانے کی اجازت بھی دے دی گئی۔

(روزنامہ نوائے وقت لاهور ۲ جولائی ۲۰۰۰ء)

تیسرا عالمی جنگ پالی کے مسئلے پر ہوگی

lahor (ماہر گنگ سل) تیسرا عالمی جنگ پالی کے مسئلے پر ہوگی۔ اس وقت دنیا میں ایک ارب سے زائد لوگ پینے کے صاف پالی سے محروم ہیں۔ نصف آبادی کو نہاس آب کی سوتیں میر نہیں۔ اگلے ۲۵ برسوں میں دنیا کے ایک تہائی افراد ۲ ارب میل کروڑ کو ضرورت کے مطابق پالی میر نہیں ہو گا۔ ایک روپورٹ کے مطابق پاکستان میں آئندہ دس برسوں سے پالی کی کمی کے باعث مختلف غذاہی اجتناس میں ایک کروڑ ۱۰ لاکھ نہ کی کمی ہو گی جو ۲۰۲۰ء میں آبادی ۲۰ کروڑ ۸۰ لاکھ تک پڑھ کر ۴۰ کروڑ نہ ہو جائے گی۔ ۲۰۲۵ء میں آبادی ۲۰ کروڑ ۸۰ لاکھ ہو چکی ہو گی لہذا غذاہی قلت کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ آبادی میں اضافے کے باعث مزید ۳۶ فیصد پالی کی ضرورت پڑے گی۔ اس وقت پاکستان کی آبہاشی کے لیے ۱۰۶ ملین ایکڑ فٹ پالی در کار ہوتا ہے۔ یہ ضرورت ۲۰۲۵ء میں بڑھ کر ۱۵۷ ملین ایکڑ فٹ ہو جائے گی جو کل دریائی پالی سے ۱۰ فیصد زیادہ ہے جس کے نتیجے میں زیر نہیں آبی ذخیرہ کم ہوتے ہوتے فرم ہو جائیں گے۔ بی بی سی کے مطابق پالی کے مسئلے پر کمی ممالک کے درمیان اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ کمی ممالک ایک دوسرے کو جنگ کی وکیلیاں دے رہے ہیں۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ تیسرا عالمی جنگ پالی کے مسئلے پر ہو گی۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ جون ۲۰۰۰ء)

دینی مدارس سروے فارم ہرگز پر نہ کریں

راولپنڈی (این این آئی) تحفظ مدارس دینیہ کی مرکزی رابطہ کمیٹی نے دینی مدارس کے حوالہ سے حکومتی اعلانات کو متفاہ اور پالیسیوں کو انتہائی غیر تسلی بخش اور تشویشناک قرار دیتے ہوئے دینی مدارس کا سربراہ اجلاس تیرہ جولائی کو طلب کر لیا ہے جس میں مستقبل کالائجہ عمل طے کیا جائے گا اور دینی مدارس سے کوئی فحص کرنے کے لیے فارم ہرگز پر نہ کرنے کی تحریک سے مخالفت کرتے ہوئے دینی مدارس کو یہ فارم ہرگز پر نہ کرنے اور اس ضمن میں مرکزی رابطہ کمیٹی سے مسلسل رابطہ رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ رابطہ کمیٹی نے اس موضوع پر رابطہ مم شروع کرنے اور اہم شروں میں کوئی نہیں منعقد کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اس پروگرام کی منظوری سربراہ اجلاس میں دی جائے گی۔ تحفظ مدارس دینیہ کی مرکزی رابطہ کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ دینی مدارس کے آزادانہ نظام اور تعییں پروگرام میں کسی

اخبارات نے ہی کیا۔)

۳۔ زرعی ادویات کی بھرمار جو دشمن کیڑوں کے ساتھ دوست کیڑے اور پرندے بھی ختم کر دیں بلکہ بذریعہ معیاری زمین کو باجھ کر رہی ہیں جو باغات اور بسزوں پر پرے ہو کر پھلوں اور بسزوں کے ذریعے "سلوبائز" بن کر انسان میں چیزیں بیماریوں کو جنم دیتی ہیں۔

۴۔ اپنے ممالک میں عرصہ دراز سے متروک ادویات، ملنی نیشل کپیوں یا اپورڑز کے ذریعے، اسلامی علاج کے لیے ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔

ادویات جن کے اثرات بد پر زمانہ گواہ ہے، "گاڑی کی چالی" کے ساتھ مشروط ہو کر مریضوں کے حلق تک پہنچتی ہیں۔ کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ افراد سے قوم بنتی ہے اور بیمار افراد سے بیمار قوم ہی تخلیل پا سکتی ہے اور بیمار قوم کے افراد نہ اپنا دفاع کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور نہ قوی سلطن پر وطن کا۔ بیمار جسم کے اندر طاقت و ر ایمان اور جذبہ جنمد نہ کرے تو آخر کس بنیاد پر۔ یہی کچھ ہم سے اقوام غرب چیزیں لینے کی فکر میں شب و روز کوشش ہیں۔

گزشتہ دنوں ملک کے ملیے ناز ایمنی سائنس و ان ڈاکٹر عبد القدر یہ نے وی پر خاندانی منصوبہ بندی کی وکالت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ملک کی آبادی بہت ہو چکی اب پیدائش روک دینی چاہیے۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کو اخبار کے ذریعے اور ذاتی طور پر بھی خط لکھ کر سوال کیا کہ انہم چلانے کے بعد پابندی کا بہم بھی اگر چلا میں گے اور نیجہ ملک کی افواج میں بذریعہ بھرتی ختم ہوتی جائے گی تو پھر اسٹم چلانے کے لیے آپ نے کس ملک کو شیکد دینے کا فیصلہ کیا ہے؟ ابھی تک موصوف کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ آبادی نہ ہو گی تو دفاع کے لیے شیکد ناگزیر ہو گا۔

خاندانی منصوبہ بندی سرے سے معاشر خوشحالی کا مسئلہ نہیں ہے۔ فلپائن میں ہر گھر انے میں اوسٹا^{۱۰} ۱۱ پنچے ہیں، دہلی تو آج تک قحط نہیں پڑا۔ ہمیں فلپیسوں کے ساتھ برسوں اکٹھے رہنے کا بھی موقع ملا ہے۔ ہم نے ان کے چروں پر محنت کی عقلت اور اطمینان ہی دیکھا۔ کسی ایک کے منہ سے ہائے والے نہیں سنی بلکہ ان کا کہنا تو یہ ہے کہ گھر میں ۱۰ پنچ یکدم تو آٹھیں گئے جو پہلے پیدا ہوئے انہوں نے پہلے کہانا شروع کر کر کے والدین کا ہاتھ بٹایا، پھر چھوٹے، بڑے بنتے گئے، کماتے گئے اور ۲۰ سال بعد جب سب کی آمدی آئنے لگی تو خوشحالی نے ہمارے گھر میں ڈیرے ڈال دیے۔ ہمیں اٹ پنچی پر عالی جا رہی ہے اور ہم عقل و شور کو زحم دیے بغیر گردن پہائے جا رہے ہیں۔ ہم نے جان بوجھ کر دن پلانا نہیں لکھا، ورنہ ہماری وقاواری کا ثبوت ہے تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ انا شد وانا الیه راجعون۔

باقیہ: خاندانی منصوبہ بندی

نہیں تھتے کہ اس "ورد" پر انہیں مغربی آقاوں نے لگایا ہے۔ عقل کے اندر سے اس خیر خواہی کی تہہ میں چھپی بد خواہی کی تہہ تک نہیں پہنچتے یا دانتے پہنچا نہیں چاہتے۔ انہیں خاندانی منصوبہ بندی کی مانی دینے والے اپنے لیے یہ رائے رکھتے ہیں

"آبادی میں عظیم اضافہ۔ ایسا اضافہ جو بے ضبط و بے لگام تھا۔ یورپ کو دنیا کی درجہ اول کی طاقت بنانے میں فیصلہ کرنے تھا۔ یورپ کی آبادی کے اس دھماکہ کے ساتھ پڑنے ہی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نی صنعتی میمعشت کو چلانے کے لیے کارندے بھی مل گئے اور دوسری طرف یورپ سے باہر پھیل کر حکمرانی کرنے کے لیے فوج میر آئی جس کے وارثے میں دنیا کے ربی کا نصب اور آبادی کا تالیق حصہ آیا۔"

حوالہ اسلام اور ضبط ولادت صفحہ ۲۶۔ Population Explosion جگہ ایسی ہو یا کتوشیں، تحسیاروں سے، نبوی اور ہوائی فوج کتنی ہی موثر کاروائی کرے، ہر کاروائی کو موثر اور مستحکم بنانے کا بیانی دی کر بری فوج ہی ادا کرتی ہے اور یہ بات کس سے چھپی ہے کہ بری فوج کی عددی برتری ہر ملک کی بیانی ضرورت ہے۔ اہل ایمان اس عددی برتری کی کمی دولت ایمان اور جذبہ جہاد سے پوری کرتے ہیں مگر جذبہ جہاد اور ایمان کے تقاضوں میں یہ کمی شامل نہیں ہے کہ ان کی بیانی پر فوج کی تعداد لازماً کم رہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے "غالق" دو اہم باتوں کے سبب ہمیں "منصوبہ بندی کی محفوظ اور مرجگی تقدیق شدہ" گولی کھلانے پر مضر ہیں کہ اس علم اسلام میں صرف پاکستان ہے جس سے یہود و نصاری کے عالمی مقابلات کو حقیقی خطرہ ہے اور اس کی بڑھتی آبادی لہ لح خطرے میں اضافہ کر رہی ہے۔ لہذا ہر قیمت پر ان کی آبادی کو بالخصوص اور دیگر مسلم ممالک کی آبادی کو بالعموم روکنے کے لیے معاشر، سماجی، تعلیمی اور ثقافتی ذرائع استعمال کیے جائیں۔

۳۔ عالم اسلام قدرتی ذرائع سے ملا مال ہے اور یہ زرعی، صنعتی اور معدنی وسائل ان ممالک کی آبادی سے چھین کر یورپ و امریکہ کی کفالت پر خرچ ہونے چاہیں لہذا ہر جگہ استعمال کر کے ان کی آبادی میں کمی کی جائے اور جو آبادی ابھی آبادی نہیں ہی، مستقبل کی آبادی میں کمی کی جائے اور خاندانی منصوبہ کا بند پاندھا جائے جس سے آبادی بھی کم ہو گی اور فاشی بے جیائی بھی بیتے جی خاتمه کر دے گی۔

ند کوہہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے یہ آقا مسلم ممالک میں اپنی ایجنسیوں کے ذریعے یو این اور اس کے ذیلی اواروں کی چھتری تئے کاروائی کرتے ہوئے کبھی آیو ڈین مل نمک کھلانے پر مضر ہیں تو کبھی بار بار تھوڑے و قفوں کے ساتھ پولیو کے قطرے پلانے پر مضر ہیں۔

۴۔ عراق کو زہر آکلود گندم سپلائی کی جاتی ہے (اس کا اکٹھف بھی امریکی

تفصیرات تفہیم

لے لائیں تقلید ہے۔ ان کے مختلف مضامین کے مجموعے اس سے قبل شائع ہو چکے ہیں اور زیر نظر مجموعہ "وجال قادریان" کے نام سے اس وقت ہمارے سامنے ہے جو مرتضیٰ علام احمد قادریانی کے حالات اور افکار و خیالات کے بارے میں معلوماتی اور پاہوالہ مضامین پر مشتمل ہے اور قادریانیت کے تعارف کے لئے بہت مفید ہے۔

پونے دوسو سے زائد صفات پر مشتمل یہ مجموعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملکان نے شائع کیا ہے۔ قیمت ۴۰ روپے ہے۔

قرآن مجید ایک عظیم نعمت

میں نے ٹرست پوسٹ بکس ۳۰۷ اسلام آباد کی طرف سے مختلف دینی موضوعات پر معلوماتی کتابچے خوبصورت انداز میں عمدہ کاغذ پر معیاری طباعت و کتابت کے ساتھ شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور زیر نظر رسالہ قرآن کریم کی علیت اور اس کی برکات کے بارے میں چالیس منتخب احادیث نبویہ علی صاحبها التحیۃ والسلام پر مشتمل ہے جن کے ساتھ دیگر مفید معلومات بھی شامل ہیں آرٹ پیپر پر شائع ہونے والے پچاس سے زائد صفات کے اس رسالہ کا ہدیہ عمدۃ جاریہ کے طور پر صرف پندرہ روپے رکھا گیا ہے۔

صحیح صادق و شفقت کی تحقیق

برطانیہ میں ایک عرصہ سے علماء کرام میں یہ علمی بحث جاری ہے کہ دہائی سال کے جن میتوں میں غروب آنکہ کے بعد شفقت خاصی دیر سے غالب ہوتی ہے یا سرے سے غالب ہی نہیں ہوتی، ان میتوں میں تماز عشا تماز نجراور سحری وغیرہ کے اوقات کے قیمت کے لیے کیا صورت اختیار کی جائے؟ اس سلسلہ میں معروف محقق عالم دین حضرت مولانا محمد یعقوب قاسمی زید مجدد آف ڈیوزبری نے شرعی دلائل اور متاز مخفیان کرام کے قانون کی روشنی میں اس سلسلہ کا تحقیق جائزہ لیا ہے اور آنکہ کے طلوع و غروب کے حوالے سے مختلف ممالک کی واقعی صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف مسائل کا شرعی حل پیش کیا ہے۔ صحف کی کاوش قابل وادی ہے اور اس موضوع سے دل چسی رکھنے والے علماء و طلباء کے لیے یہ کتاب گراس قدر افادت کی حامل ہے۔

صفحات ۳۲۲، کتابت و طباعت معیاری، مضبوط جلد، قیمت درج نہیں

34 WARREN STREET
SAVILE TOWN DEWSBURY WF129LX (U.K.)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے افکار و نظریات کے بارے میں علماء اہل سنت کو شروع سے یہ اعتراض رہا ہے کہ انہوں نے متعدد اسلامی عقائد و احکام کی تشریح و تبیر میں اہل سنت کے مسلم اصول و ضوابط کو محوٹ نہیں رکھا اور آزاد ان روشن اختریاً کی ہے۔ اس حوالہ سے ان کے مختلف افکار و نظریات پر سرکردہ علماء کرام نے نقد و جرح کی ہے اور اس سلسلہ میں اچھا خاصالثریج موجود ہے۔ مولانا مودودی کی دیگر کتب و رسائل کی طرح ان کی تفسیر قرآن کریم "تفسیر القرآن" کے بہت سے مقالات پر بھی اہل علم نے گرفت کی ہے اور ان کی تعبیرات و تشریحات کو ہدف تقدیم ہیا ہے۔ بھارت کے بزرگ علم دین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن بجنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پیش منظر میں "تفسیر القرآن" کا تفصیلی جائزہ لے کر اس کے قابل اعتراض مقالات پر ایک تہجی و تحریر فرمایا تھا جو مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ اٹھیا سے شائع ہوا اور اب اسے زمزم پبلیشورز اردو بازار کراچی نے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دوسو ستر صفات پر مشتمل یہ کتاب معیاری کتابت و طباعت اور مضبوط جلد کے ساتھ پیش کی گئی ہے اور اس کی قیمت ایک سورپے ہے۔

تحقیقات و تاثرات

ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی ملک کے معروف صاحب قلم اور محقق و مورخ دانش ور ہیں، تاریخ ان کا خاص موضوع ہے۔ تاریخی و اجتماعی کے بارے میں پائی جانے والی غلطیوں کی شاندیہ کرتے ہوئے ان کا تحقیقی جائزہ لیتے رہتے ہیں اور ان کے تقدیمی مضامین ملک کے علمی طقوں میں اہمیت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ ان کے اسی توجیہ کے چالیس سے زائد مضامین کا مجموعہ مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ اور اہل علم و فن ۱۰۸-۱۰۸ الفلاح، ملیر حاٹ کراچی ۵۲۱۰ نے شائع کیا ہے جس میں تاریخ و سیاست، شخصیات و سوانح، دینی افکار اور دیگر حوالوں سے مختلف تاریخی و اجتماعی و مسائل کا تحقیقی و تقدیمی جائزہ لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا انداز تحقیقی اور زبان شستہ ہے اور ان کے یہ مضامین بلاشبہ اہل علم کے مظاہد اور استفادہ کے لیے قابل تدریج تخفیف ہیں۔ صفحات ۵۲۳، کتابت و طباعت معیاری، خوبصورت تالیل، مضبوط قیمت ۲۵۰ روپے

وجال قادریان

جناب محمد طاہر رضا حق ہمارے محترم ساتھی اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے سرگرم کارکن ہیں جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کرنے، قادریانیت کے تعاقب اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کو بیدار کرتے رہنے کو اپنا مشن بنا رکھا ہے اور اس محاذ پر ان کی تحریک و تازا اور جوش و جذبہ بلاشبہ علماء کرام اور دینی کارکنوں کے

REGD. NO.
CPL 368

Fortnightly

AL-SHARIA

Gujranwala

E-mail

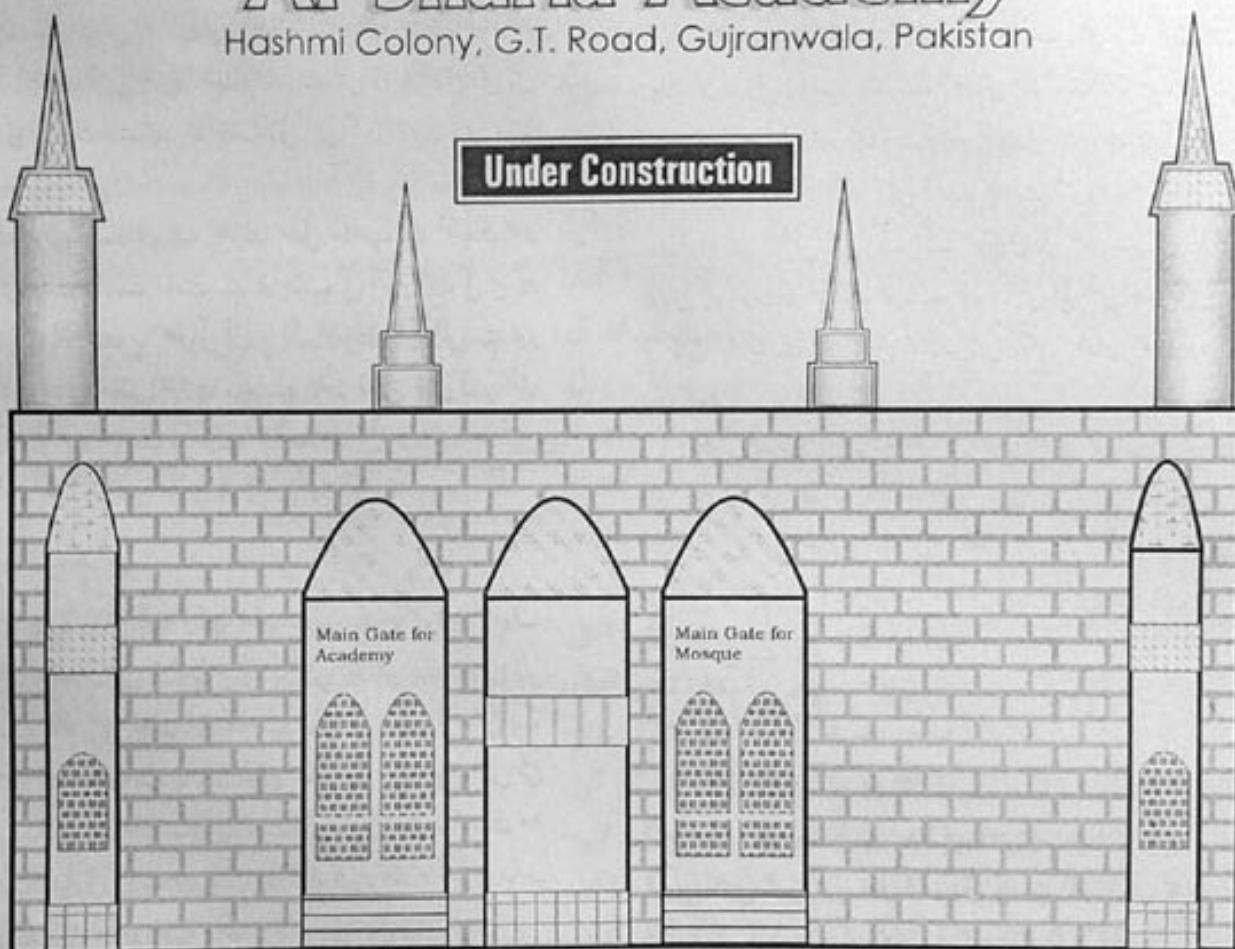
alsharia@
hotmail.com

Appeal for Co-operation

Al-Sharia Academy

Hashmi Colony, G.T. Road, Gujranwala, Pakistan

Under Construction



FRONT ELEVATION OF AL-SHARIA ACADEMY

Details of the Project :

| | |
|-------------------|----------------------|
| Number of Stories | 3 |
| Covered Area | 16,128.00 Sq ft. |
| Estimated Cost | 10.00 Million Rupees |

Features of the Project :

Khadijat-ul-Kubra Mosque, Madrasat-ul-Banat,
Quran Hall, Library, Free Dispensary,
Offices and Hostals.

Under the Supervision of :

ARKITEKTON ASSOCIATES
115-b/6 Muhafiz Town, Grw. Pakistan.
Tel : 92-431-283741

Under the Administration of :

Abu Ammar Zahid-ur-Rashdi
Khatib Central Mosque, Grw.
Pakistan. Tel/Fax : 92-431-219663

A/C No : "Al-Sharia" 1260, Habib Bank Ltd. Branch Bazar Thanewala, Gujranwala, (Pak)
E-mail : al-sharia@hotmail.com P.O. Box 331, Gujranwala, Pakistan.